

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 مارچ 2006ء بمقابلہ 29 صفر 1427ھ بروز جمعرات بوقت صبح دل بجکر چالیس منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولوی عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّةِ وَالْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝
 إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

(سورة الدّاریات آیت نمبر ۶ تا ۵۸)

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو دراصل اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔ میں ان سے (ملوک کے لئے) کوئی رزق نہیں چاہتا ہوں۔ کہ وہ مجھے کھلایا کریں۔ اللہ تو خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جان محمد بلیدی: جناب والا! سید محمد اطہر اشرفی جو یہاں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے سیکرٹری رہ چکے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب دعا کرائیں۔ (دعا مغفرت کی گئی)

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر: جناب کچکوں علی ایڈ وو کیٹ صاحب اپنا سوال دریافت فرمائیں۔

601☆ چکول علی ایڈووکیٹ:

کیا وزیر بیڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ کے ساتھ روڑ نالیاں / بلڈنگ وغیرہ میں کل کتنے پروجیکٹ ہیں۔ اور یہ پروجیکٹس کن کن ان جیئنر زکی زر گردانی تعمیر ہو رہے ہیں ان ان جیئنر وں اور متعلقہ کنسٹرکشن کمپنیوں کی تفصیل بعد DPR نمبر فرما ہم کی جائے؟

وزیر بیڈی اے:

تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شار	پروجیکٹ کا نام	گران انجینئر	کمپنی کا نام	ڈی پی آنبر
1	تربت پنی روڑ 44 کلومیٹر	مامون حیدر گران انجینئر	آن گل اینڈ کمپنی	AB-91
2	مہناز الدور روڑ 5 کلومیٹر	دل جان سب انجینئر	ڈرمحمد گورمنٹ کنٹریکٹر	AB-91
3	گواک رفیق روڑ (سور و تاریق) 5 کلومیٹر	شائع اللہ سب انجینئر	عبد الغفار ندا اینڈ برادرز تربت	AB-91
4	گومازی ٹو تربت مدنیں روڑ 3 کلومیٹر	عباس شاہ جو نیز انجینئر	عبدی خان اینڈ برادرز	AB-91
5	کلاسک زامران روڑ	ولید سب انجینئر	سید طلال ایسوی ایٹ	AB-91
6	تربت پنی لئک روڑ کوٹل ہائی وے 20 کلومیٹر	نواب سب انجینئر	نصرت اللہ خان اینڈ کمپنی	AB-91
7	زرین گل ٹو پشاں روڑ	عبد الغفور ندا گورمنٹ کنٹریکٹر	نذریجان اسٹٹھ انجینئر	AB-91
8	بجکل عبدالرحمن روڑ کوٹل ہائی وے 20 کلومیٹر	عبدالستار ناصر گورمنٹ کنٹریکٹر	اکرام اللہ اسٹٹھ انجینئر	120-AB
9	خواجہ عمران روڑ 30 کلومیٹر	عمران علی سب انجینئر	ایم۔ این کنٹرکشن کمپنی	120-AB
10	نوال کلی ٹو سرہ غزنی	صحت خان سب انجینئر	اکرام اللہ اینڈ برادرز کوٹل	304-AB
11	فیض محمد روڑ خروٹ آباد	بیمل خان سب انجینئر	بیڈی کمپنی کوٹل	304-AB

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال ہے؟

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): مولانا صاحب میرا یہ سوال ہے کہ سبیلہ اور قلعہ سیف اللہ

کس طرح رہ گئے ہیں آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے جو اس جواب میں شامل نہیں ہیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): نہیں سنائے۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): وجہ میں یہ کہہ رہا ہوں آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے جن

روڈوں کے نام دیئے ہیں اس میں سبیلہ اور قلعہ سیف اللہ کس طرح رہ گئے ہیں؟

جناب اسپیکر: بھائی قلعہ سیف اللہ اور سبیلہ کس طرح رہ گئے ہیں؟

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): فنڈ زندہ ہونے کی وجہ سے رہ گئے ہیں۔

کچکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: Ok کچکول صاحب۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب یہ جو ہمارے وزیر صاحب ہیں کچھ طبیعت ان کی ناساز ہے کچھ سلیس سوال کریں۔

کچکول علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جی بالکل سلیس ہے۔

عبدالجید خان اچھڑی: جناب! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پی ایس ڈی پی میں بی ڈی اے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے خصوصی پیکنچ کا اعلان کیا گیا تھا اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا اس سے کوئی تین سو کے قریب ٹیوب ویل مولانا واسع صاحب نے اپنے حلقے میں لگائے ہیں اور باقی جو اس سے کام ہوا اس کی تفصیل بتائی جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ بتائیں یہ اسی سوال کے ساتھ ہے؟

عبدالجید خان اچھڑی: جی یہ اسی سوال کے ساتھ ہے۔

جناب اسپیکر: روڈ، نالیاں اور بلڈنگ یہاں پر جو سوال ہے اس سوال کو ذرا پڑھیں نالیاں، روڈ اور بلڈنگ وغیرہ مکمل کتنے پر اجیکٹ ہیں۔

عبدالجید خان اچھڑی: قلعہ سیف اللہ کا پتہ نہیں کتنا کروڑ کا پر اجیکٹ تھا وہ اس میں نہیں ہیں۔ اس میں مختلف چیزیں تھیں۔ روڈ بھی تھی اس میں بجلی بھی تھی۔

جناب اسپیکر: یہاں ٹیوب ویل اور بجلی کا تو پوچھا نہیں گیا ہے۔

عبدالجید خان اچھڑی: اس پیکنچ میں مولانا صاحب گلی اور روڈ بھی تھی۔

جناب اسپیکر: جی عبدالرحیم بازی صاحب۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): وہ اس کے لئے دوبارہ سوال لے آئیں۔

عبدالجید خان اچکزی: جناب! میں اس کو آسان کر دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالجید خان اچکزی: وہ ہمیں یہ بتائیں کہ 2004-05 کی پی ایس ڈی پی میں قلعہ سیف اللہ میں کتنے پیسے کا کام ہوا ہے اور کتنی مد میں ہوا ہے؟

جناب اسپیکر: یہ تو فریش کوئی سچن نہ تھا ہے۔

عبدالجید خان اچکزی: یہ فریش نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں یہ فریش کوچن ہے۔

اختر حسین لانگو: اسکی تفصیل تو دیں کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: لانگو صاحب آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن یہ جو صرف قلعہ سیف اللہ کے روڈوں کی بابت پوچھ رہے ہیں۔ بیہاں پر تو اُس نے مکملے نے بلوجستان کے حوالے سے پوچھا ہے۔ اب صرف قلعہ سیف اللہ کا ہو گا تو پھر fresh question لے آئیں پلیز۔ next question پکاریں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): سوال نمبر 710۔

710☆ کچکول علی ایڈو وکیٹ:

کیا وزیر بی ڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

روڈسیکٹر میں صوبہ میں مکملہ کی زرینگرانی کل کتنے پر ڈیکٹیش پر کام جاری ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر بی ڈی اے:

صوبہ میں مکملہ کے پاس روڈسیکٹر میں درج ذیل پر ڈیکٹیش پر کام جاری ہے:-

نمبر شمار	پرو ڈیکٹیٹ کا نام	ضلع	کیفیت
1	تربت پنی روڈ 44 کلومیٹر	کچ	کام جاری ہے
2	مہناز اندر روڈ 5 کلومیٹر	کچ	مکمل ہو گیا ہے
3	گواک رفیق روڈ (سوروتار دیق) 5 کلومیٹر	کچ	تیکیل کے مرحل میں ہے
4	گومازی ٹو تربت مند میں روڈ 3 کلومیٹر	کچ	تیکیل کے مرحل میں ہے
5	کامنک زامران روڈ	کچ	تیکیل کے مرحل میں ہے

کام جاری ہے	کچ	تربت پسندی انک روڈ کوٹل ہائی وے 20 کلومیٹر	6
کام جاری ہے	کچ	زرین بگ ٹوپشال روڈ	7
کام جاری ہے	لورالائی	جنگل عبدالرحمٰن روڈ کوٹل ہائی وے 20 کلومیٹر	8
کام جاری ہے	لورالائی	خواجہ عمران روڈ 30 کلومیٹر	9
تیکل کے مراعل میں ہے	کوبنہ	نوال کلی ٹوسرہ غربگنی	10
کام جاری ہے	کوبنہ	فیض محمد روڈ خروٹ آباد	11

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی کوئی سپیمنٹری؟

کچکوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): یہ دونوں کا جواب ایک ہی ہے وہ پہلے والا کبھی جواب یہی ہے اور اس کا بھی۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جن جن روڈوں کے بارے میں میں نے بات کی ہے میں کہتا ہوں کہ کچھ ایسے علاقے ہیں کہ وہاں بڑی بڑی روڈ یہ ڈیپارٹمنٹ بن رہا ہے لیکن ان کی ہمیں details نہیں دی گئی ہے۔ لسیلہ اور قلعہ سیف اللہ میں اس وقت بڑے کام ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ مولانا صاحب اس میں ان کی detail نہیں ہے یعنی لسیلہ اور قلعہ سیف اللہ کی۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی کیوں؟ بازی صاحب۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): جی۔

جناب اسپیکر: بازی صاحب یہ جو انہوں نے سوال کیا ہے اور آپ نے یہاں پر تربت وغیرہ سب کے نام

دیئے ہوئے ہیں قلعہ سیف اللہ اور لسیلہ آپ کے پاس نہیں ہیں؟

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): قلعہ سیف اللہ ہے خواجہ عمران روڈ ہے۔

جناب اسپیکر: کونسا؟

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): خواجہ عمران روڈ۔

جناب اسپیکر: یہ تو لورالائی کا ہے۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): نہیں یہ قلعہ سیف اللہ کا ہے۔

جناب اسپیکر: یہاں پر لورالائی لکھا ہوا ہے۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): وہ غلط لکھا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: دلوارالائی، دوکونٹہ، پھر کچ کچ وغیرہ ہیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): لسبیلہ میں کوئی کام نہیں ہوا ہے ابھی تک۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا سید عبدالباری آغا (وزیری پی ایچ ای): جناب اسپیکر! میں ایک گزارش کروں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا سید عبدالباری آغا (وزیری پی ایچ ای): جناب! اگر قلعہ سیف اللہ میں اور لسبیلہ میں اتنا زیادہ کام ہوا ہے کہ ہمارے جو جواب دینے والا ہے اُس کے جواب میں اُس کے احاطے میں نہیں آ سکتا ہے اور اتنی اہمیت ہے لسبیلہ اور قلعہ سیف اللہ کا کہ جیسے اپوزیشن والے بار بار پوچھ رہے ہیں تو میرا یہ مشورہ ہے دونوں کو کہ اُس کے لئے ایک مستقل سوال پوچھنا چاہیے۔

عبدالمجید خان اچھزی: میں پوچھا گیا ہے کہ جتنے بھی ضلعے ہیں ان کی تفصیل دی جائے۔ یہ کچ، لورالائی

اور کونٹہ ہے باقی پچیس کہاں گئے۔ مطلب بی ڈی اے باقی ضلعوں میں کام نہیں کر رہی ہے؟

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جی ہمارے کسی اضلاع میں بی ڈی اے کام نہیں کر رہی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو آپ کا سوال ہے۔ جن اضلاع میں بی ڈی اے کام کر رہی ہے جیسے ضلع کچ ہے، لورالائی ہے، کونٹہ ہے ان کا جواب دیا گیا ہے۔ ذاتی طور پر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا نصیر آباد اور جعفر آباد میں بی ڈی اے روڈوں پر کوئی کام نہیں کر رہی ہے۔

سردار محمد عظیم موئی خیل: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے میری ایک سپلائمنٹری ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد عظیم موئی خیل: سپلائمنٹری میری ہے۔۔۔۔۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر: جی۔ بازی صاحب ان کی سپلائمنٹری یہ ہے کہ ہم نے پوچھا ہے کہ بلوچستان میں روڈز کے حوالے سے جہاں جہاں پر آپ کے کام ہو رہے ہیں ان کی تفصیل دی جائے۔ آپ نے تین ضلعوں کا نام

دیا ہے آیا باقی ضلعوں میں آپ کے کام نہیں ہو رہے ہیں؟

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): باقی ضلعوں میں نہیں ہیں میں نے جو تفصیل دی ہے یہی کام

ہو رہا ہے۔ جو تفصیل نہیں دی ہے اُس جگہ پر کوئی کام نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی میرا خیال ہے آپ اس طرح کریں۔

عبدالمجید خان اچکزی: محمود نکرہ روڈ میرے اپنے گاؤں میں بی ڈی اے کروارہی ہے۔ نمبر ایک۔ میزی

اڑے میں اُس کا کام ہو رہا ہے نمبر دواویں میرے حلقے میں بی ڈی اے کے چار روڈ بن رہی ہیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): وہ قلعہ عبداللہ ہے ناں قلعہ عبداللہ کا آپ پوچھ لیں۔

عبدالمجید خان اچکزی: قلعہ عبداللہ کی تفصیل بتا دیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): قلعہ عبداللہ میں ہو رہا ہے ناں۔

عبدالمجید خان اچکزی: وہ کہتا ہے نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی کہہ رہا ہے ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں مولانا صاحب اس سوال کو آپ check کریں اور اس کا جواب پھر

بعد میں دیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری بی ڈی اے): ٹھیک ہے۔

عبدالمجید خان اچکزی: کیسے دیں گے جواب یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: یہ سوال ختم نہیں ہوا ہے اسکی تفصیل وہ دے دیگا۔ جی بس چھوڑ دیں۔ ابھی میں نے کہہ دیا

ہے کہ یہ جتنے کام ہو رہے ہیں اُسکا یہ جواب دے دیگا ٹھیک ہے۔ جی۔

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! شف شف نہیں کرنا چاہیے شفتا لو کرنا چاہئے بی ڈی اے اس لئے بنائی گئی

ہے کہ ہمارے دو منسٹر جو کہ قلعہ سیف اللہ سے تعلق رکھتے تھے یا تربت سے رکھتے تھے اسی اینڈ ڈبلیو کا جو منسٹر

ہے وہ زور آور تھا وہاں سے اُنکا کھانچہ بند ہوا وہ اُن کو نہیں دیتا تھا اپنے کھانے کے لئے اس کو فعال کیا

گیا۔ یہ میں اور ٹریئری پیپرز کو کم از کم جانا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جناب اسپیکر! سوال نمبر 747۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! سوال نمبر 747۔

اختر حسین لاغو:
1747☆

کیا وزیر بیڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے مکملہ بیڈی اے نے ضلع ٹوب اور قلعہ سیف اللہ میں سات روڈز کی تعمیر کے ٹینڈر 27 اور 28 جولائی کو ہوئے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو بالترتیب مذکورہ روڈوں کی تفصیل بمعہ لگت PSDP نمبر 2004-05 کی تفصیل دی جائے؟

وزیر بیڈی اے:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 747 اسکا جواب تو موصول نہیں ہوا ہے۔ جی مولا نا صاحب۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): جناب اسپیکر صاحب! یہ پی ایس بی پی دوبارہ بنانے کی وجہ سے یہاں سکیمیں واپس ہو گئیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ یہی جواب in written دے دیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): جی۔

جناب اسپیکر: بجائے یہ کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے جو پی ایس بی پی revise ہوئی ہے یا اُس پر cut لگا ہے یا اُس پر۔۔۔۔۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): اس وجہ سے تو ہم نے جواب نہیں دیا ہے نا۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ یہ جواب دے دیں written میں کہ چونکہ یہ سوال جس وقت ہوا تھا اب پی ایس بی پی کی وہی صورت نہیں رہی۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیر بیڈی اے): جی ہاں یہ ہے۔

جناب اسپیکر: لیکن جو یہ لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے یا اچھا عمل نہیں ہے۔ ok۔

اختر حسین لاغو: جناب اسپیکر! میرے خیال میں اسی لئے نہیں دیا گیا ہے کہ اسیں قلعہ سیف اللہ کا ذکر ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب! اگر مجھے اجازت دے دیں لانگو صاحب۔
اختٰر حسین لانگو: جی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): کہ اگلے پانچ چھوٹے سوالات ہیں سب کا یہی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ جواب موصول نہیں ہوا تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یا اگلے اجلاس میں یا اس سے پہلے اگر ہو سکے تو ان سب سوالات کے جوابات آنے چاہئیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! سُنیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): جی۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب پلیز۔ Question No. 747, 1265, 1320, 1321,

1232 یہ سوالات سارے مؤخر کیئے جاتے ہیں انکے جوابات آنے چاہئیں۔

مولانا عبدالرحیم بازی (وزیری ڈی اے): چلوٹھیک ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! اگر ان سوالوں کی بات ہے تو ہم بالکل سکھ کی سانس لیں گے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اس دن کی بھی کارروائی کل کی 27 تاریخ کی اگر کارروائی آپ دیکھیں گے آدھے سے زیادہ سوالوں کے جواب نہیں تھے اور سوال جو کیئے گئے تھے ان کو تقریباً چھوٹھے مبنی ہو گئے تھے۔ جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں آپ custodian کی حیثیت سے یہ عوام کا ایک منتخب ادارہ ہے اور اس منتخب ادارے میں اور کچھ بھی نہیں ہے سوائے جوابدہی کے۔ اور اگر ہمارے ٹریئری پیچر کے وزراء صاحبان جوابدہی کیلئے تیار نہیں ہیں ان کو ان کے ڈیپارٹمنٹس کو وزراء صاحبان ان کے قابو میں نہیں ہیں۔ اُس کو پابند نہیں کر سکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ہمارے یہاں آنے، یہ پیسے خرچ کرنے، اجلاس کو بلانے اسکا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ok جمالی صاحب۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: تو اس پر آپ ruling دیں گے جناب اسپیکر صاحب! آپ پہلے بھی ruling دے چکے ہیں اس کے باوجود آپ کسی کو پابند نہیں کر سکے ہیں۔ as a custodian آپ کی یہ ذمہ داری ہے جناب اسپیکر کہ جتنے بھی سوالات ہیں جس قسم کے بھی سوالات ہیں جوابدہی کا

طریقہ یہ ہے کہ یہاں پر وہ جواب دیں گے۔ اب مولانا صاحب سامنے کھڑے ہے تھے کہ اسکا جواب یہ ہے کہ پی ایس ڈی پی میں یہ drop ہو چکے ہیں۔ تو اسکا جواب تحریری طور پر جو طریقہ کار ہے اُسکے مطابق آنے چاہیے۔ تو اُس میں ٹریزری پیپر کو جناب! آپ پابند کریں گے کہ وہ سوالات کے جوابات اور یہاں جو جواب ہی کا جو طریقہ ہے اُس کو اپنا نہیں۔

جناب اپیکر: جمالی صاحب! میرے خیال میں اب چیف منستر صاحب بھی نہیں ہیں اور سینئر منستر صاحب نہیں ہیں اور آپ ہمارے لئے محترم ہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اپیکر میں اس پر تھوڑا سا elaborate کرو گا میرے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں دو دن پہلے ایک سوال آیا ہے سردار عظم موسیٰ خیل صاحب کا اب دو دن میں آپ یقین کریں کہ سارا ڈیپارٹمنٹ ہل جاتا ہے اور بہت بڑا مباپوڑا سوال ہے جیسے یہ مہربان کرتے ہیں تو اس کا حصول یہ ہوتا ہے کہ سوال کم ازکم اسمبلی کے اجلاس سے پندرہ دن پہلے آنا چاہئے ڈیپارٹمنٹ کو وہ جو متعلقہ وزیر ہے اس کی نظر سے گزرنा چاہیے وہ approval دیگا تب ایک جواب مرتب ہوتا ہے اب میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں جناب زیارت وال صاحب سے یہی گزارش ہے دو دن پہلے ایک سوال آیا ہے۔

جناب اپیکر: جمالی صاحب! پلیز جو دو دن پہلے سوال آیا ہے اس سوال کے بارے میں ہم یہاں نہیں پوچھ رہے ہیں وہ جب آئیگا جواب ہم پوچھیں گے لیکن جو چھ چھ مہینے اور آٹھ آٹھ مہینے سے ہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کوشش یہی کرتے ہیں کہ جو ٹریزری پیپر کے وزراء صاحب ہاں ہیں ٹائم سے اگر سوال آجائے تو ہم بالکل جواب دیتے ہیں۔ وہ حق بجانب ہیں۔

جناب اپیکر: چیف منستر صاحب کو بتایا جائے کہ وزراء کو پابند کریں کہ کم سے کم وہ جواب ٹائم پر دیا کریں۔ ۵ok

عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ: جناب اپیکر صاحب! جیسے جمالی صاحب فرماتا ہے ہیں مطلب اگر چھ مہینے سے یا آٹھ مہینے سے التاء میں پڑھے ہوئے سوالات کا جواب ہم مانگیں اور جواب یہ ہو تو یہ ٹھیک نہیں

ہے اگر دو دن کی بات ہے مینے کی بات ہے اس پر اگر ہم نے کچھ کہا ہم مجرم ہیں لیکن جناب! آپ کسٹوڈین کی حیثیت سے ہم آپ کو بار بار کہہ رہے ہیں کچھلی کارروائی اگر آپ چاہیں گے میں کچھلی تمام کارروائی لا کر کے آپ کے سامنے رکھ دوں گا کہ اس میں بھی یہی طریقہ تھا سوالوں کے جوابات نہیں تھے تو جوابدہ ہی کا جو طریقہ ہے اس میں یہ ہے کہ جناب! باقاعدہ سوالوں کے جواب آنے چاہئیں اور یہ جو سوالات ہیں آپ دیکھیں جناب اسپیکر! 1710 بجے سوالات ہیں 1320 تک سوالات گئے ہیں تو 710 کے معنی یہ ہے کہ یہ سوال جو ہے کم از کم آٹھ دس مینے پرانے ہیں اور اس کے جوابات نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: میں نے بتایا رو لنگ دیدی۔ جی اگلا سوال جان محمد بلیدی صاحب۔

جان محمد بلیدی: سوال نمبر 1158

1158 جان محمد بلیدی:

کیا وزیر مال از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

گودار ضلع کی تخلیق گودار کا موضع شبے اسماعیل اور ملابند کی قدیم ترین آبادیوں میں شمار ہوتا ہے اور اسکی سلطمنٹ بھی ہو چکی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ تا حال ان کو ملبدار قرار دے کر ماکانہ حقوق سے کیوں محروم رکھا گیا ہے۔

وزیر مال:

جواب موصول نہیں ہوا۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر صاحب! یہ میں نہیں پڑھ سکتا ہوں پتہ نہیں کس زبان میں لکھا ہوا ہے۔

گیلو صاحب جواب پڑھ لیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! 1232 میرا سوال ہے۔

جناب اسپیکر: سردار اعظم صاحب آپ سوال نمبر دریافت کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: سوال نمبر 1232۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 1232 جی گیلو صاحب اس کا بھی جواب نہیں ہے اور اس کا بھی جواب نہیں ہے۔

کیوں نہیں ہے۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! میں دورے پر تھا۔

جناب اسپیکر: نہیں جواب آپ تیار کر رہے ہو یا آپ کا ڈیپارٹمنٹ کدھر تھا۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب! اس کوڈیفر کر دیں اسی سیشن میں اس کا جواب دینگے یا کل کے لئے رکھ دیں۔

جناب اسپیکر: گیلو صاحب پلیز آپ تو چونکہ ٹھیک ٹھاک منظر ہو صحت مند ہو آپ دورے پر تھے لیکن آپ کا ڈیپارٹمنٹ تو موجود ہے جواب تو انہوں نے تیار کرنا ہے۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): ڈیپارٹمنٹ تو موجود ہے مگر اسپیکر صاحب! میں کل رات ہی پہنچا ہوں۔

عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر صاحب! جن کے جوابات نہیں آئے ہیں میں وزیر صاحب سے خود رخواست کرتا ہوں کہ اسی اجلاس میں ان سوالوں کے جوابات دیدیں دن آپ معین کر لیں اور یہ لازمی ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ کی اجازت ہو جناب اسپیکر صاحب! میرے سوال ہے جیسے کہ اس کا جواب نہیں دیا گیا ہے لیکن تھوڑا سا میں اس پر گزارش کروں گا موسیٰ خیل تھصیل توئی سرکی آبادی 55 ہزار ہے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب اگر آپ مجھے سنئیں، ویسے بھی ہم نے بتا دیا کہ اسی سیشن میں جواب آئیگا تو اس پر پھر آپ بولیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: تھوڑی سی میں ان کو بریفنگ دیتا ہوں تاکہ وہ جواب ایسا دیدیں جس سے میرا کام بن جائے جناب اسپیکر صاحب! موسیٰ خیل تھصیل ہے توئی سراس کی ہم تصحیح کرنا چاہتے ہیں آبادی 55 ہزار ہے اور تھصیل ماٹکلیں کی آبادی 29 ہزار ہے اس کو تھصیل کا درجہ دیا گیا ہے موسیٰ خیل توئی سرکوا بھی تک تھصیل کا درجہ نہیں دیا گیا ہے حالانکہ ڈس سی او موسیٰ خیل نے اس کی باقاعدہ کاپی بھیج دی ہے کہ موسیٰ خیل توئی سرکو تھصیل کا درجہ دیا جائے اسی طرح جناب اسپیکر صاحب تھصیل بسیمہ ہے جس کی آبادی 16 ہزار ہے اس کے مقابلے میں ہم نے سی ایکم صاحب سے ڈائریکٹیو کر کے ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ درگ

توئی سرا اور زمری کو تخلیل اور سب تخلیل کا درجہ دیا جائے اور سب تخلیل زمری کی آبادی تخلیل بسیمہ سے دوچند ہے لیکن اس کے باوجود منستر صاحب اس میں تاخیر کر رہے ہیں تاکہ ہمارے علاقے میں تخلیل نہ بن جائے یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے دوسری بات یہ ہے جناب اپیکر صاحب! نائب تخلیلداروں کے انٹرویوز بار بار ملتی ہوتے ہیں۔

جناب اپیکر: آپ کی بات ریکارڈ پر آگئی آپ نے سوال بھی یہی کیا ہے تو اسی سیشن میں وہ جواب دیگا۔
ٹھیک ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: جناب اپیکر صاحب! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی سیشن میں تو جواب دینے چکی بات تو یہ ہے کس تاریخ کو آپ رکھیں گے شیڈول میں نمبر ۱۲ اس کے لئے اضافی ٹائم پھر آپ دینے کیونکہ اس دن تو دوسرے مکملوں کے بھی سوالات ہونگے۔

جناب اپیکر: ہاں وہ دینے۔ اچھا اب یہ جو سوالات ہیں (مداخلت)

جان محمد بلیدی: گزشتہ اجلاس میں یہی ہوا کہ سوالات اسی سیشن میں دیے جائیں گے یہ کچھ زیادہ بوجھ بڑھ رہا ہے اور کل پرسوں پھر سوال آئیں گے ان کے ساتھ بھی یہی ہو گا کیونکہ ابھی تو منستر حضرات یہی کرتے ہیں پچھ مہینے ہو گئے کوئی سوال کے جواب کو دینے کے لئے تیار نہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اپیکر صاحب! جیسے یہ فرمارہے ہیں کہ زیادہ بوجھ بڑھ جائیگا کیونکہ درمیان میں دو دو دن چھٹی آ رہی ہے تو ایک دن اس میں سے اجلاس کر کے یہ سوالات بھگتا لیں اس میں۔

جناب اپیکر: اس کے لئے ہم طریقہ نکال لیں گے اچھا سوال نمبر 1232 سوال نمبر 1158 سوال نمبر 1159 اور 1277 کا جواب تو ہے یہ سوال مؤخر کرنے جاتے ہیں۔ جناب چکول صاحب اپنا سوال نمبر 1277 دریافت کریں۔

چکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): سوال نمبر 1277۔

1277☆ چکول علی ایڈو وکیٹ:

کیا وزیر مال از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صوبہ میں گزشہ سال سیلا ب سے متاثرہ ضلعوں میں نقصانات کے آزالہ کیلئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیریمال:

اس پارے میں حکومت بلوچستان کے متعلقہ ڈی سی او ز کی روپرتوں کے مطابق متعلقہ ضلعوں کوکل چارکروڑ بیس لاکھ (4,3200,000) کے فنڈ زمہیا کر دیئے ہیں۔ جسکی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ضلع	مورخ	جاری کردہ رقم	ضلع کیلئے جاری کی جانے والی کل رقم
1	خاران	4/1/2005	500,000.0	11,500,000,0
		8/1/2005	1,000,000,0	
		26/5/2005	10,000,000,0	
2	پنجور	4/1/2005	500,00,0	10,800,000,0
		4/3/2005	300,00,0	
		16/5/2005	10,000,000,0	
3	کچ	4/1/2005	500,000,0	1,500,000,0
		13/2/2005	1,000,000,0	
4	گوادر	11/2/2005	1,000,000,0	5,000,000,0
		13/2/2005	1,000,000,0	
		4/4/2005	3,000,000,0	
5	آواران	11/2/2005	500,000,0	1,500,000,0
		13/2/2005	1,000,000,0	
6	پشین	11/2/2005	500,000,0	2,500,000,0
		21/2/2005	2,000,000,0	
7	لسبیل	11/2/2005	500,000,0	500,000,0
8	خضدار	13/2/2005	500,000,0	500,000,0

15

1,200,000,0	500,000,0	13/2/2005	بُلَان	9
	700,000,0	21/2/2005		
500,000,0	500,000,0	13/2/2005	کوہِل	10
	500,000,0	13/2/2005		
	80,000,0	13/2/2005		
1,660,000,0	80,000,0	23/2/2005	قلعہ عبداللہ	11
	300,000,0	4/3/2005		
	500,000,0	15/3/2005		
	200,000,0	21/3/2005		
	100,000,0	13/2/2005		
700,000,0	500,000,0	21/2/2005	ژوب	12
	100,000,0	23/2/2005		
	125,000,0	13/2/2005		
550,000,0	125,000,0	23/2/2005	موئی خیل	13
	300,000,0	21/2/2005		
300,000,0	300,000,0	24/3/2005	قلات	14
	90,000,0	1/3/2005		
1,090,000,0	300,000,0	10/3/2005	چاغنی	15
	700,000,0	12/3/2005		
300,000,0	300,000,0	4/3/2005	مستونگ	16
300,000,0	300,000,0	10/3/2005	لورالانی	17
400,000,0	400,000,0	11/3/2005	نوشکی	18
500,000,0	500,000,0	15/3/2005	زیارت	19

500,000,0	500,000,0	21/3/2005	بی	20
300,000,0	300,000,0	21/3/2005	بارکھان	21
1100,000,0	300,000,0	21/3/2005	نصیر آبداد	22
	500,000,0	26/3/2005		
4,32,00,000	ٹوٹل رقم			

محمد عاصم کرڈ گیلو (وزیر مال): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے نسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ یہ جو اتنی بڑی رقم دی گئی ہے یہ جو منی انتخابات ہوئے ہیں وہاں انہوں نے بندر بانٹ کیے تھے ایکشن پر یہ پیسے لگائے تھے اور جن لوگوں کے گھر منہدم ہو گر گئے تھے وہ ابھی تک در بدر خاک بسر ہیں میں کہتا ہوں کہ عاصم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ آیاں پیسوں سے انجمن لئے تھے انجمن ایسے آدمیوں کو دیے جن کا ایک ہی ٹکڑا از میں نہیں رشوت اور سفارش کے حوالے اور ابھی جو ایکشن ناظمین کے ہوئے تھے ابھی تک یہ تقسیم ہو رہے تھے میری یہ درخواست ہے جناب والا! کہ آپ ایک کمیٹی ہمارے نسٹر صاحب کی سربراہی میں تشکیل دیں اور اس پر ایک انکوارری ہو۔

عبدالجید خان اچکزی: جناب! یہ پیسے جس ضلع میں خرچ ہوئے ہیں اسی ضلع کا ایم پی اے اس کمیٹی کا ممبر رہیگا۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): ممبر اگر تمیں کردے ہمیں تو پوچھا ہی نہیں ہے سر احوال نہ ہم لوگ یہاں کتنے چلائے سر یہ سراسر زیادتیاں جو ہو رہی ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔

عبدالجید خان اچکزی: جناب اسپیکر! ہمارے ضلع کا فیگر دیا گیا ہے 16 لاکھ روپے حافظ شیر علی ہمارے ڈی سی او تھے قلعہ عبداللہ کا بدنام زمانہ ہم نے بار بار اس سے پوچھا جب وہ ڈی سی او تھا ہم نے اس سے پوچھا کہ 16 لاکھ روپے آپ نے کس کو دیا کوئی ریکارڈ نہیں ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں جہاں تک میں سمجھا ہوں کہ آپ سب کے یہی خدشات ہیں کہ یہ پیسے حقدار کوئی نہیں

پہنچے ہیں یہ لوگوں کو ملنہیں ہیں یہی آپ سب کہہ رہے ہیں، جی مینگل صاحب!

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! خضدار کے لئے جو پیسے آئے تھے وہ بھی سیاسی بنیاد پر تقسیم ہوئے ہیں متاثرین تک نہیں پہنچے ہیں۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جو تقسیم کا رہے آپ دیکھیں خاران کو گیارہ لاکھ۔۔۔۔۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! اس لئے دیئے ہیں کہ وہاں ایکشن ہوا ہے بابا۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: سر! آپ کی اجازت سے ایک منٹ، خاران گیارہ لاکھ ہے اور نصیر آباد گیارہ لاکھ ہے بارکھان تین لاکھ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ کا ژوب سات لاکھ ہے اور آپ کا موسیٰ خیل پانچ لاکھ پچاس ہزار ہے تقسیم کا رہیں بھی بڑا فرق ہے جناب اسپیکر صاحب! جہاں پر بارش ہوتی ہے ژوب، بارکھان، موسیٰ خیل اور ہرنائی یہ تو مون سون کے ریچ میں ہیں باشیں ہوتی ہیں آسمانی بھلی گرتی ہے اموات زیادہ ہوتے ہیں لیکن amount کم ہے۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): پنجکور میں بھی نقصان ہوا ہے لیکن ایکشن پر خرچ کئے گئے یہ پیسے ورنہ پنجکور کو دیے جاتے۔

جناب اسپیکر: ok، آپ تشریف رکھیں، آپ سب نے بات کی اب اس بارے میں آپ کا کیا موقف ہے، یہ سب کہہ رہے ہیں آپ کیا جواب دینگے۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): اسپیکر صاحب! یہ ہے کہ یہ فسٹ ایڈ کے لئے دیئے گئے تھے ایکشن سے پہلے دیئے گئے تھے اگر ہمارے آزادیبل ممبروں کو کوئی وہ ہے تو انکو ارزی کریں گے۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس پر میری ایک supplementary ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے ایک مسئلہ توقع ہو جائے آپ تشریف رکھیں۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): اس کے علاوہ جو نقصانات ہوئے تھے وہ اسپیکر صاحب! تقریباً سارے بلوچستان کے گھروں غیرہ جو گرگئے تھے ۸۸ کروڑ بنے تھے نقصانات کے جو پریزیڈنٹ نے فرمایا تھا کہ آپ نقصانات کا تخمینہ لگائیں انہیں بھیج دیں ہم نے وہ بھیج دیا ہے کل بھی پریزیڈنٹ صاحب کو جام صاحب نے کہا کہ وہ جو ریلیف کے ہمارے تقریباً ۸۸ کروڑ بنے ہیں جو نقصانات کے لوگوں کے ساتھ ہم

نے promise کیے ہوئے ہیں آپ نے بھی وعدہ کیا تھا مہربانی کر کے پیسے بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے جی، گیلو صاحب بات سنیں پہلے ایک مسئلہ حل ہو جائے یہ حل کر دوں یا وہ حل کر دوں، گیلو صاحب یہ جو اپوزیشن والے سارے دوست کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا تھا کہ پیسے غلط تقسیم ہوئے ہیں اس بارے میں آپ انکوازی یا کمیٹی کے بارے میں۔۔۔ (مداخلت)
محمد عاصم کر گیلو (وزیر مال): جی ہاں سر! بالکل ہمارے جو concerned ایم پی اے ہیں آئیں میں اس ڈسٹرکٹ کی انکوازی کراتا ہوں۔

جناب اسپیکر: یعنی آپ کمیٹی بنائیں۔

محمد عاصم کر گیلو (وزیر مال): کمیٹی بھی بنائیں جو یہ چاہتے ہیں کمیٹی ہم بنائیں گے اور concerned ایم پی اے آئیں وہ نشاندھی کریں جہاں وہ غلط استعمال ہوئے ہیں۔
عبدالرحیم زیارتوال ایڈ ووکیٹ: آپ ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی جس کی بھی ہو وہ concerned ایم پی اے سے جناب اسپیکر! کہ وہ بنے۔

عبدالمحید خان اچھزی: جناب اسپیکر صاحب! ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ پیسے فیڈرل گورنمنٹ کے تھے یا صوبائی حکومت کے تھے کتنے آئے اور کتنے خرچ ہوئے ہیں اس کی تفصیل بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب!

محمد عاصم کر گیلو (وزیر مال): اور اس کو ڈسٹرکٹ وائز کر کے ساری تفصیل بتائیں گے۔
عبدالمحید خان اچھزی: جزل صاحب نے تو یہی کہا کہ اگر ناظمین دس کروڑ روپے زیادہ خرچ کر لیں یہ خرچ کریں صحیح طریقے سے میں ناظمین کو دس کروڑ روپے دونگا صوبائی حکومت کا ذکر بھی نہیں وہ اپنے ایجنسی کے پرکام کر رہا ہے۔

محمد عاصم کر گیلو (وزیر مال): جناب میں ریلیف کی بات کر رہا ہوں نقصانات کی بات کر رہا ہوں میں یہ بات نہیں کر رہا ہوں مجید صاحب!

عبدالمحید خان اچھزی: وہ اپنے ہی ایجنسی کے پرکام کر رہا ہے سارے صوبے کو pass کیا ہوا ہے رات کو اس کی تقریب ہم سن رہے تھے اس نے صوبائی حکومت کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! منشیر صاحب نے فلور پر وعدہ کیا تھا ایک آدمی برف باری میں ہلاک ہوا تھا تو رغر کے مقام پر ضلع موسیٰ خیل میں لیکن وہ وعدہ اس نے نہیں نبھایا ہے یہاں پر فلور پر اعلانات کرتے ہیں اس کی ایکمیلیمعت نہیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالجید خان اچھزئی: جناب اسپیکر صاحب! رات کو ہم جزل صاحب کا انٹرویوں رہے تھے یا جلسے میں جو انہوں نے فرمایا صوبائی حکومت کا اس میں ذکر بھی نہیں تھا وہ اپنے ایجنسٹے پر ناظمین والے ایجنسٹے پر کام کر رہا تھا۔

جناب اسپیکر: یہ بات تو آپ نے کی، جی رحمت علی!

محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): میں نے یہ جناب اریلیف فنڈ کا کہا تھا جو ہمارے نقصانات ہوئے تھے ہم نے اس کے بارے میں کہا تھا کہ یہ نقصانات بلوچستان میں ہوئے ہیں اور آپ نے وعدہ کیا تھا وہ ہمیں دی دیں۔

جناب اسپیکر: آرڈر، آرڈر، گیلو صاحب please آپ ڈائریکٹ اپنے سے بات نہ کریں، جی رحمت علی بلوج: اس میں جناب والا! میں وزیر موصوف صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے بولا کہ ضلع پنجور میں ایک کروڑ کا نقصان ہوا تھا بلکہ سیالاب کی وجہ سے ضلع پنجور میں چالیس کروڑ کا نقصان ہوا تھا اور اس میں میرے خیال میں نوبندے بھی مر گئے تھے اس کی روپڑ بھی آئی تھی اور منشیر صاحب سے خود ہم لوگوں نے بات کی لیکن جہاں تک ریلیف کی بات ہے ریلیف وہی تھی کہ کونسلروں کو خریدا گیا ضمنی ایکشن میں لوگوں کو خریدا گیا اور ابھی تک انہوں کی بندربانٹ ہو رہی ہے میں یہی گزارش کرتا ہوں آپ سے بحثیت ایک کمٹی یہاں کنڈ کٹ کریں اور انکو ارسی کریں جتنے اضلاع میں یہ ریلیف دیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: رحمت علی صاحب آپ لوگ دیکھیں سارے ذمہ دار لوگ ہو یہ اسی بات پر تو میں لگا ہوا تھا آپ نے ضد کی پھرو ہی بات آپ نے دوبارہ کی یہی بات تو سب نے کی، جی

محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): اسپیکر صاحب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو فلڈ آیا تھا وہ جو سیالاب سے تباہ

کاریاں ہوئی تھیں اس کے لئے ہم نے فوراً فسٹ ایڈ دیا تھا جو نقصانات ہوئے تھے وہ تقریباً ۸۸ کروڑ بنے ہیں سارے بلوچستان کے جو ہمارے آنراہی میں ممبر صاحب فرمار ہے ہیں کہ وہاں اے ڈی اے او، اور ڈی سی اونے ہمیں رپورٹ دی تھی کہ ایک کروڑ کے نقصانات ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: بات سنیل سر کرنی کمیٹی جس کے چیئرمین آپ ہیں اور ایک ممبر اپوزیشن سے ایک ٹریشوری پنچھرے سے یہ تین رکنی کمیٹی بیٹھیں اور جس ضلع میں جانا ہو وہ وہاں کے concerned ایم پی اے کو بھی ساتھ لے جائیں تو آپ چیئرمین اپوزیشن سے کس کا نام لکھوں صاحب اور اس طرف سے عبدالرحمن جمالی صاحب ہیں، سنیل یہ تین رکنی کمیٹی ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر صاحب! میرے ضلع میں سیلا بہ نہیں آپا ہے مجھے نہ بنائیں تو بہتر ہو گا۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، سنیں جو کہ بعد پھر پریشانی نہ ہوں یہ تین رکنی کمیٹی ہے صوبائی لیول پر جس ضلع میں جانا ہوتا اس ضلع کا ایم پی اے آپ کے ساتھ رہیگا۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): تو concerned ایم پی اے ہم کہہ دیں ہم ادھر جائیں گے۔
جناب اسپیکر: چکول صاحب next question no. یہ دو سوال
پھر جواب موصول نہیں ہوا ہے question no 1292, question no 1278, یہ مُؤخر کئے
جاتے ہیں اس کا جواب اسی سیشن میں دے دیں، وقفہ سوالات ختم جی سیکرٹری اسٹبلی رخصت کی
درخواستیں یہ ڈھینیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکر ٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سید احسان شاہ صاحب نے درخواست دی ہے کہ وہ گواردر کے دورے پر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب نے درخواست دی ہے کہ وہ یہ دون ملک جانے کی وجہ سے آج اور یہم اپر میں کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔

جناب میر امان اللہ نو تیزی صاحب سرکاری دورے پر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت

کی درخواست کی ہے۔

جناب نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے مصروفیات کی وجہ سے آج اور کیم اپریل کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب سید شیر جان بلوچ نے درخواست کی ہے کہ وہ گوادر کے دورے پر ہونے کی وجہ سے آج کی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب نوابزادہ طارق ملکی صاحب نے بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

اقیقتی امور کے وزیر صاحب نے درخواست دی ہے کہ وہ ڈیرہ مراد جہاںی کے دورے پر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصتیں منظور کی گئیں)

جناب اسپیکر: رخصتیں منظور ہوئیں۔ سردار محمد عظم موسیٰ خیل صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کریں۔
سردار محمد عظم موسیٰ خیل: تحریک التواء پیش کرنے سے پہلے اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر مجھے اجازت دیدیں۔

جناب اسپیکر: کیا ہے پوائنٹ آف آرڈر ہے، مسئلہ کیا ہے؟

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: مسئلہ میں بیان کرو گا آپ سنیں گے؟

جناب اسپیکر: نہیں موجودہ کارروائی میں کوئی وہ ہے۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: نہیں تھوڑی سی گزارش ہے۔

جناب اسپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر، جی۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب عوام اخبار میں آیا ہے موسیٰ خیل کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: لیکن پہلے ایک ایجنسی کے کوہمنٹ میں اس کو بعد میں کردینے گے، یہ تھوڑی کارروائی، آج آپ

کی کارروائی ہے ساری اپوزیشن کی کارروائی ہے اس کو ذرا تائماً دیدیں، نہیں ابھی نہیں بعد میں موقع دینگے آپ کو جی سردار محمد عظم موسیٰ خیل صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 2 پیش کریں۔

تحریک التوانہ نمبر 2

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! تحریک التوانہ نمبر 2 پیش کرنے کا موقع جناب نے مجھے دیا۔ میں اسمبلی کے قواعد انضباط کا راجحہ ۱۹۷۲ء کے قاعدی نمبر ۰۷ کے تحت تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ صوبائی حکومت کے امتیازی رویہ کے بدولت پسمندہ علاقوں کی حق تلفی کے بدولت ملک کے پسمندہ ترین ضلع موسیٰ خیل کی روڈ جو کہ فارم ٹومار کیٹ پروجیکٹ میں شامل تھی جو کہ بعد میں ڈر اپ کیا گیا۔ اب ضلع ٹوب میر علی خیل روڈ میں سروے کو تبدیل کر کے حق دار زمینداروں اور دیہاتوں کو نظر انداز کر کے غیر آباد زمینوں میں روڈ بنائی جا رہی ہے اور مخصوص طبقہ کے مفادات کی بدولت اکثر آبادی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر عوامی نوعیت کے حامل مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التوانہ نمبر 2 پیش ہوئی اسکی admissibility پر کچھ مختصر بات کریں آپ۔

سردار محمد عظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! ان روڈوں میں موسیٰ خیل شامل تھا لیکن موسیٰ خیل کو ان روڈوں سے نکالا گیا ہمارے علاقے کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں ہمیں اندر ہیرے اور پسمندگی کی طرف دھکیلا چا رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ موسیٰ خیل کو کس وجہ سے نکالا گیا ہے موسیٰ خیل کو نظر انداز کرنے کی وجوہات کیا ہیں دوسری گزارش یہ ہے کہ اس وقت میر علی خیل روڈ بن رہی ہے اس کے کام کی رفتارست ہے اس کو تیز کیا جائے تاکہ جلد سے جلد لوگ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی یہ تحریک جہاں دو موضوعات کی حامل ہے وہاں تحریک سے مذکورہ معاملات کا تعلق ہے روزمرہ انتظامیہ امور سے لہذا قاعدہ نمبر 72 کے جملہ تقاضوں کے منافی ہونے کی بناء پر تحریک کی نمائی جاتی ہے۔ اب جناب جعفر خان مندو خیل صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 3 پیش کریں۔ محرک موجود ہیں ہے لہذا تحریک غیر ممکن ہو گئی۔ جناب جان محمد بلیدی صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 4 پیش کریں۔

تحریک التوانہ نمبر 4

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974 کے قاعدہ 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ میرانی ڈیم پروجیکٹ کا کام آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے۔ پروجیکٹ ڈائریکٹر میرانی ڈیم واپڈا نے 29 نومبر 2005 کو 15 DCO کیجیے ایک لیٹر نمبر PD/Mirani/P-3/1330 میں واضح طور لکھا ہے کہ 15 جنوری 2006 سے میرانی ڈیم کو پانی کمل طور بند کرنے پر کام شروع کیا جائے گا۔ لہذا متاثرین ڈیم کو فوری طور پر منتقل کرنے کا بندوبست کیا جائے بصورت دیگر کسی بھی نقصان کا واپڈا ذمہ دار نہیں ہو گا۔ میرانی ڈیم پروجیکٹ کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں لیکن بنیادی مسئلہ یہ بھی ہے کہ میرانی ڈیم کے متاثرین گاؤں اور دیہات جن کا واپڈا نے خود سروے کیا ہے۔ ان کی منتقلی کا کام التوانہ میں ہے۔ لہذا ایسی صورتحال میں ڈیم کو بند کرنا کسی بھی بڑے ایسے سبب بن سکتا ہے۔ لہذا اس قومی نوعیت کے عوامی مسئلے کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التوانہ نمبر 4 پیش ہوئی آپ اس کی admissibility پر اگر بولنا چاہیں۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! thank you آپ کے علم میں ہے اور تمام ممبرز صوبائی اسمبلی کے علم میں بھی یہ بات ہو گی اور وفاقی حکومت کی جانب سے یہ بات ہر روز سامنے آ رہی ہے کہ بلوچستان میں بہت بڑے پروجیکٹ پر کام جاری ہے جناب! میرانی ڈیم کے بارے میں ہمارا وفاق جور و زانہ ایک نیا بیان دیتا ہے اس کے میگا پروجیکٹس میں شامل ہے میرانی ڈیم پر جو کل لاگت آ رہی ہے وہ میرے خیال میں کوئی 5 ارب کے قریب ہے اور اس سے کوئی 36 ہزار ایکڑ میں سیراب ہو گی اب صورتحال یہ ہے کہ 2001 میں میرانی ڈیم پر جو کام شروع کیا گیا لیکن لوگوں نے اس پر بڑے احتجاج کیے حالانکہ طریقہ کاریہ ہوتا ہے کہ کہیں پر بھی ڈیم بنتا ہے ڈیم بننے سے پہلے اس کی فزیبلیٹی بنائی جاتی ہے اور یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اس ڈیم سے کہاں تک لوگ متاثر ہو رہے ہیں اور کتنی زمینیں متاثر ہو رہی ہیں کتنے دیہات متاثر ہو رہے ہیں اور اس کا باقاعدہ تخمینہ لگایا جاتا ہے اور وہ رقم رکھ دی جاتی ہے کہ ان لوگوں کو یہاں سے منتقل کر کے کہیں آباد کرنے کی لیے ایک مخصوص رقم رکھ دی جاتی ہے لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ میرانی ڈیم کا کام

2001 میں شروع کیا گیا اس پر کوئی انوار منٹل رپورٹ نہیں بنائی گئی کہ اس سے کتنے لوگ متاثر ہونگے کتنے دیہات متاثر ہونگے؟ کاریزات متاثر ہونگے کتنے نخلستان تباہ ہوں گے کتنے لوگوں کے گھر زیر آب آئیں گے جب لوگوں نے شور کیا تو لوگوں کے شور کے مطابق پھر ACS کی سربراہی میں 11-2-2004 یعنی 3 سال بعد اسکی سربراہی میں ایک مینگ ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ری سلمنٹ ایشن پلان کے تحت ایک نیا سروے کیا جائے گا کہ میرانی ڈیم کے بننے سے کہاں تک لوگ متاثر ہوں گے اور کل کتنے لوگ متاثر ہوں گے جناب اسپیکر! ایک تو یہ ہے کہ غیر سنجیدگی یہاں تک ہے کہ ڈیم کے لیے جو پیسے رکھے گئے ہیں اور اب جوری سلمنٹ ایشن پلان کے ذریعے جو لوگ متاثر ہو رہے ہیں اس کا جو تخمینہ لگایا گیا ہے یعنی جو واطر ٹیبل ہو گی وہ سطح سمندر سے 242 کا ایک لیول انہوں نے رکھا ہے پھر 262 کا اور آخر میں انہوں نے 264 کا لیول رکھا ہے تو 264 کے لیول پر خود ان کی اپنی رپورٹ ہے کہ 256 پر جب آپ خود اس کا اندازہ لگائیں گے کہ لوگوں کو کل کتنا نقصان ہو گا اس کا انہوں نے اندازہ 2 ارب 30 کروڑ روپے لگایا ہے جب کہ اس میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے اور صورتحال یہ ہے کہ DCO کو اپڈاکا جو پروجیکٹ ڈائریکٹر ہے وہ لیٹر لکھتا ہے کہ میں ذمہ دار نہیں ہوں یعنی لوگ ڈوبیں مریں کچھ بھی ہو جائے بتاہی ہو جائے یہ وہی صورتحال ہو گی اب جوز نزلے کی صورت میں ہوا تھا اگر وہاں سے ان لوگوں کو ان دیہاتوں کو shift نہیں کیا گیا اگر حکومت اس طرح سے خاموش رہی وہاں یہ صورتحال ہے کہ اسکو وہاں سے باقاعدہ بند کر دیا گیا ہے بند کرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے اور جب بھی بارش ہو۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: جان محمد صاحب آپ نے اس پر مکمل بحث کر لی اب میرے خیال میں اس کو بحث کے لیے منظور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر صاحب! میں صرف ایک منٹ اور بولوں گا سر تو یہ صورتحال بن گئی ہے کہ لوگ روزانہ روڈ بلاک کر رہے ہیں روڈوں پر آ کر شور کر رہے ہیں بنیادی چیز یہ ہے کہ انکو ان کے گھروں کے لیے کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ہے بنیادی جوانہوں نے پہلی روپوں بنائی تھی اس حوالے سے دیئے ہیں لیکن ناصراً با اور بڑے بڑے ہمارے گاؤں جو زیر آب رہے ہیں ان کے حوالے سے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں

کیا گیا ہے اور لوگ سخت پریشان ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سُگُلَین صورتحال ہے اور اس صورتحال کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی سے سب سے یہ میری گزارش ہے کہ یہ ایک قومی اور اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: حکومت کی طرف سے کون بولے گا شاہ صاحب آپ کی تو چھٹی کی درخواست آئی تھی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جی ہاں جناب اسپیکر صاحب! میں نے ابھی آپ کے سیکرٹری صاحب کو کہہ دیا کہ میری چھٹی کی درخواست کینسل کر دیں۔

جناب اسپیکر: اچھا ٹھیک ہے جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! یہ میرے حلقة سے متعلق ہے میں ایک وضاحت پیش کروں گا اگر آپ اجازت دیں آپ فرمائیں جناب! میرے دوست نے ایک بہت ہی صحیح مسئلہ اسمبلی کے فلور پر پیش کیا ہے لیکن اس معاملے میں میں خود سیاسی اور علاقائی طور پر متاثر ہوں چونکہ جہاں پر میراںی ڈیم کے متاثرین ہیں وہ میرے حلقة میں آتا ہے اس حوالے سے ہم نے کوشش کی ہے واپڈا سے پسے آگئے ہیں کوئی 38 کروڑ روپے کے قریب وہ حکومت بلوچستان کے پاس ہے اور یہ متاثرین کی جو کارروائی ہوتی ہے ریونیوا یکٹ کے تحت وہ بھی جاری ہے وہ اپنے آخری مرافق میں ہے اور ڈی سی او کو ہم نے ٹکلیکٹ کے پاوردے دیئے ہیں اور کچھ دنوں میں اس سلسلے میں متاثرین کی ایک کمیٹی ہے اور وہ ہمارے اپنے لوگ ہیں اور ان کا تعلق زیادہ تر میرے حلقة سے ہے تو میں نے خود دو تین میٹنگوں کو چیز کیا اور اس میں ہم نے جzel نیجرو اپڈا کولا ہور سے زحمت دی وہ میراںی ڈیم سائیٹ پر آئے تھے ان سے بھی بات ہوئی تو یہاں پر دو یوں بنتے ہیں ایک یوں ہے 244 تو اس یوں کے تحت جتنے بھی مکانات کاریزات اور املاک وغیرہ آرہے ہیں ان کو انشاء اللہ الگ دس پندرہ دنوں میں کمپیٹ کیا جائے گا لیکن جناب! دوسرا جو یوں ہے وہ 264 ہے اب 264 میں عیپاک کا کہنا یہ ہے کہ یہاں پر 200 سال میں ایک دفعہ پانی آتا ہے جب کہ ہمارے مقامی لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ 200 سال میں نہیں ہر 5 سال میں 10 سال میں 15 سال میں یہاں پر پانی آیا گا سر! ہم عیپاک اور ان کے سروے کو چھوڑ کر ایک درمیانی راستہ نکالتے ہیں کہ اگر 20 سال میں 30 سال میں 50 سال میں اگر 264 کے یوں پر پانی آ جاتا ہے تو اس وقت بھی وہاں پر

جو اماکن ہیں کاریزات ہیں مقانات ہیں کنوئیں ہیں اور جو بھی وہاں پر موجود ہے اس کو نقصان ہو جائے گا تو ہم نے اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ پانی کی آنے سے زمین زرخیز ہو گی لوگ اپنی زمین رکھیں گے لیکن اس کے اوپر جتنے اماکن ہیں جتنی چیزیں بنی ہوئی ہیں کاریزات ہیں کنوئیں ہیں ان کو کمپلیٹ کیا جائے گا تو اس پر ہماری بات جاری ہے واپڈا والوں سے بھی ہماری بات ہوئی ہے کل گوارمیں وفاد آتا تھا سینئر ایم بی آر موجود تھے چیف سیکرٹری صاحب تھے چیف منستر صاحب سینئر منستر صاحب تھے ان کی موجودگی میں دوبارہ ہماری بات چیت ہوئی ہے تو انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ 264 لیوں پر جتنے نقصانات ہو گئے ان کے لیے ہم کوشش کریں گے کہ لوگوں کو compensate کیا جائے اور واپڈا سے یہ رقمات لیے جائیں تو میرے خیال میں اب محکمہ تحریک پر زور نہیں دینا چاہیے چونکہ یہ معاملہ مجھ سے متعلق ہے اور میں اس پر کسی حد تک 244 پر مطمئن ہوں اور 264 پر بھی میں امید رکھتا ہوں کہ مرکزی حکومت ہم سے تعاون کرے گی مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی اکبر مینگل صاحب۔

محمد اکبر مینگل: جناب! میں اس پر کچھ بولوں؟

جناب اسپیکر: نہیں ابھی یہ بحث کے لئے منظور نہیں ہوئی ہے۔ یہ صرف جان محمد نے کی یہ اس کے نام سے ہے۔

محمد اکبر مینگل: جناب! میں سمجھتا ہوں compensation کا جو طریقہ شاہ صاحب رکھ رہے ہیں اس سے لوگ مطمئن نہیں ہیں۔ کیونکہ ایک کھجور کے درخت کو بننے میں تقریباً کئی سال لگتے ہیں اور کئی خرچ آ جاتا ہے۔ تو اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور وہاں کے گھروں کو ٹیوب ویز کو لوگوں کے جتنے بھی کھجور کے باغات ہیں ان کو صحیح معنوں میں compensation دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ok مہربانی۔ حکومت کی ثابت یقین دہانی پر تحریک نہایتی جاتی ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب! اس تحریک پر آپ ووٹنگ کریں۔ (مائیک بند۔ مداخلت۔) جناب! سب نے یہ مشترک کہ پندرہ نومبر کو لکھا ہے اس نے واضح طور پر ایکسیں اور واپڈا میرانی ڈیم کہہ رہے ہیں کہ یہ compensation ہمارا پر اعلیٰ نہیں ہے یہ تو پر اوشل matter ہے وہ جانے ان کا کام جانے۔

اور وہاں لوگ مر رہے ہیں پانی میں ڈوب رہے ہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! کل ہماری بات ہوئی ہے میں کل کی بات کر رہا ہوں میساپاک نے ایک رف فگر دیا ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب! صرف یقین دہانیاں ہیں لوگوں کو۔ (مداخلت)

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): ان سے تو میں سیاسی طور پر ہر طرح سے زیادہ متاثر ہو رہا ہوں جب میں کہہ رہا ہوں کہ ہم 244 لیول پے ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جان محمد جوانہوں نے بات کی میں نے اس پر روائی دے دی پھر بھی آپ مطمئن نہیں ہوئے۔ فلور پر کوئی غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ فلور پر جب بات۔ (مداخلت)

جان محمد بلیدی: (مائیک بند ہونے کے باوجود کئی ممبر بولتے رہے) جناب! جب کل پانی آجائے گا پھر ذمہ دار کون ہوگا۔

xxxxxxxxxxxxxx

جناب اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کا روای سے حذف کئے جائیں۔ جی آپ جان محمد صاحب تشریف رکھیں۔ جی مولانا عطاء اللہ صاحب!

مولانا عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): میں ذرا محکر کو تسلی دیتا ہوں یہ جو اس کا پل وے بند کر رہا ہے۔ (مداخلت) ذرا تو سنو یا۔ اس کا اس پل وے سوبتیس فٹ تک کامعاوضہ بھی شروع ہے لوگوں کو دیا جا رہا ہے اس کے لئے تین جگہ بلاٹ بھی حکومت نے منصص کیا ہے ساڑھے چار سو ایکڑز میں انشاء اللہ وہ اس کو ملے گی باقی رہا مسئلہ یہ دوسو بیس فٹ سے اوپر جو ہے وہ ہے اس کو اس وقت تک دوسو چالیس تک کام نہیں کریں گے جب تک لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ اور اس کے مزید دوسو چالیس سے اوپر دوسو اڑسٹھ کے جو ایریاں ہیں وہ جو زیر آب آ جائیں گے اس کے لئے یہ طے ہوا ہے کہ اس کے لئے وہ زمین آباد ہو گئے اس کے جو مکانات ہیں یا ٹیوب ویلوں کا معاوضہ اس کو دیا جائے گا۔ یہ بھی پیسی ون میں شامل کیا گیا ہے۔ غالباً ڈیڑھارب روپے اس میں شامل کیا گیا ان کا بھی معاوضہ انشاء اللہ دیا جائے گا بہر حال اس پل وے کو اس وقت تک مکمل بند نہیں کریں گے جب تک معاوضہ نہیں دیا ہو۔

بجم: جناب اسپیکر صاحب غیر پارلیمانی الفاظ کا روای سے حذف کئے گئے

xxxxxxxxxxxxxx

جناب اسپیکر:ok جی۔

جان محمد بلیدی: جناب! یہ یقین دہانیاں حقیقتاً میں آپ کو بتاؤں کہ کچھ لوگوں کو یہ مار دیں گے اگر یہ بالکل مخلص ہیں ایک تو شاہ صاحب نے کوئی اور فکر کہا منشڑ صاحب نے دوسرا فکر کہا وہ 264 کی بات کر رہے ہیں منشڑ صاحب نے تو اس کا ذکر ہی نہیں کیا ہے ایک بات یہ کہ میں یہ کہتا ہوں کہ تمیں کسی یقین دہانی پر وہ نہیں ہے کہ یقین دہانی تک وہ یہ کام بند کریں لوگوں کو معاوضہ دیں لوگوں کو compensate کریں وہاں سے دوسری جگہ منتقل کریں کام شروع کریں۔ ابھی بھائی آپ پانی کو بند کر رہے ہو آپ لوگوں کو بتائیں کہ کتنے لوگوں کو شفت کیا ہے جناب! پانی بند ہوا ہے پانی بند کیا جا رہا ہے اور لوگوں کو منتقل نہیں کیا جا رہا ہے یہ تو لوگوں کو مارنے کی بات ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! 244 جہاں پانی آ کر کے گا 244 پر اس پر تواریخی ہے پسیے آگئے ہیں اور compensation کا کام دس پندرہ دن کے اندر ریٹارڈ ہو جائے گا۔ اور باقی دوسرا لیول رہا 264 والا 264 کے لیول پر اب میں نے خود بھی جانا ہے عیپاک والوں سے بھی میری بات ہوئی ہے واپڈا والوں سے بھی میری بات ہوئی ہے اس پر واپڈا کے لیول پر جس لیول پر کہ عیپاک کا کہنا یہ ہے دو سو سال میں ایک بار پانی آئے گا اس لیول کی بات ہو رہی ہے اس لیول کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے پھر بھی واپڈا والوں سے بات کی ہے کہ اس میں جو سڑک پھر آ رہا ہے اگر گھر آ رہا ہے مکان آ رہا ہے کنوں آ رہا ہے کا ریز آ رہا ہے تو اس کو compensate کرنا ہو گا اور کسی حد تک واپڈا والے مان گئے اب اس کے اسٹیمٹ لگا کے ان کو بھیجننا ہے تاکہ پسیے بھج دیں 264 کا بھی ہو جائے compensation جہاں تک 244 کا تعلق ہے وہ تو جناب! ہو گیا ہے اب پسیے دینے والی بات ہے لیکن یہاں میں عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ کیا ہے مسئلہ صرف یہ ہے کہ جان محمد صاحب یہاں پر اپنی دکانداری چکانا چاہتے ہیں میرے حلقوے میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں اس کے سوا اور کوئی genuine کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر:ok جی زیارت وال صاحب۔ جی آپ جان محمد صاحب تشریف رکھیں۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: جناب اسپیکر! سید احسان شاہ وزیر خزانہ ہیں وزیر موصوف اور ذمہ دار

آدمی ہے اس طریقے سے زبان کا استعمال نہ ہو دکانداری سیاست وہ نہیں کر رہے ہیں۔ وہ بھی کر رہا ہے جان محمد بلیدی صاحب بھی سیاست کر رہا ہے جہاں تک دکانداری کی بات ہے یہ پر لیں شیٹنٹ میں آتے ہیں جلسہ عام میں کہتے ہیں لیکن اسمبلی اسمیں وہ نہیں ہے تو یہ الفاظ آپ کارروائی سے حذف کریں گے۔ دوسری بات جس ڈیم پر یا جس چیز پر تنازع ہے جناب اسپیکر! اس کے لئے جو compensation کا مسئلہ ہے اس پر آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور وہ باقی رو انگ تو آپ دے چکے ہیں کمیٹی تشکیل ہو اور دونوں حضرات یا جو وہاں کے رہنے والے ہیں لوگ ہیں سب کو مطمئن کر کے اس کو آگے بڑھایا جائے یہ ترقیاتی کام ہے۔ جب تک مطمئن نہیں ہونگے۔

جناب اسپیکر: جی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! ان کے متعلق مسئلہ ہوتا ہے جس طرح وہ خود متاثر ہوتے ہیں یہ میرا استحقاق ہے یہ میرا حلقہ ہے۔ ہاں اگر اس compensation کے متعلق اس سٹیج پر میں کمیٹی کو recommend نہیں کرتا یہ صرف اور صرف میرے حلقے میں مداخلت کی کوشش ہے اور کچھ نہیں۔ (ماہیک بندگی ممبر بولتے رہے)

جناب اسپیکر: ابھی نہیں میں نے رو انگ دے دی زیارت وال صاحب۔ اگر نہیں کیا گیا۔ ابھی Last بات جان محمد صاحب اس نے یہ جو یقین دہانی کرائی دس پندرہ مہینے کی بات ہے۔ جی جان محمد بلیدی: بیتہ نہیں جناب! یہ ہو گا یا نہیں ہو گا جناب! لوگ مریں گے پھر ہم آکے یہاں فاتحہ کریں گے۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ ابھی تک وہ یقین دہانی پر ہے اور پانی بند کیا جا رہا ہے۔

جان محمد بلیدی: آپ مجھے بتائیں میں گیا ہوں شاہ صاحب نہیں گئے میں قتم اٹھاتا ہوں شاہ صاحب نہیں گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ابھی شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ پانی بند کرنے سے پہلے میں گیا ہوں۔

جان محمد بلیدی: جناب! پانی بند کیا جا رہا ہے سر! کیا بات ہے میں حلوفیہ کہتا ہوں میں گیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے وہاں پانی بند کیا جا رہا ہے شاہ صاحب بالکل نہیں گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): جان محمد صاحب یہ اصل میں جو معاوضہ دینے کا مسئلہ ہے وہ ریونیو آفیسر پر ہے اور اس نے اپنی غلط فہمی سے کام شروع نہیں کیا ہے کہ مجھے اختیارات نہیں ہیں چونکہ ڈی سی او تبدیل ہوا تھا بھی اس کو ریونیو کے جو ایم بی آر ہیں اس کو حکم دیا ہے وہ کام شروع ہو چکا ہے یا ہوگا۔

جناب اسپیکر: جناب! عبدالرحیم زیارتوال اپنی تحریک التواعہ 6 پیش کریں۔
(جان محمد بلیدی ممبر اسمبلی واک آؤٹ کر گئے)

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! والابات یہ ہے کہ (مدخلت)

جناب اسپیکر: میں نے اس پرولنگ دے دی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب والا! ہم یہاں اس اسمبلی میں معاملات کو سمجھانے کے لئے آئے ہیں احسان شاہ صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بڑی خوشی سے چلے جائیں اگر ہم ایسے یہ چیزیں کریں گے تو یہ رو یہ غیر ذمہ دارانہ ہے اگر وہ کہتے ہیں کہ آپ بڑی خوشی سے نکل جائیں یہ ایوان ہمارا ہے۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب پلیز آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات صحیح ہے۔ ریکارڈ پر بات آگئی ہے۔
رحیم زیارتوال صاحب تحریک التواعہ نمبر 6 پیش کریں۔

تحریک التواعہ نمبر 6

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹری 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ماری گیس کمپنی نے تحصیل ہرنائی کے علاقہ خوست میں گیس ڈرلنگ کا کام شروع کیا تھا اور گیس ڈرلنگ کے افتتاح کے وقت گورنر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ روزگار کے سلسلے میں مقامی افراد ہی کو لیا جائے گا لیکن گیس ڈرلنگ کی کامیابی کے موقع پر گورنر کی توجہ جب اس طرف مبذول کروائی گئی کہ کسی بھی مقامی شخص کو روزگار نہیں دیا گیا ہے بعد میں مبالغہ آرائی سے کئی افراد کے خلاف درج ایف آئی آرج تک قائم ہیں گز شتم پانچ مہینوں سے تین چار مرتبہ جو ڈیشل کو رٹ ہرنائی میں لوگ پیشی کرنے آتے جاتے ہیں اور ترقی کے اس عمل مقامی لوگ مجرموں کے کٹھرے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور انتظامیہ کرپٹ روینا اور دو کروڑ غبن قائم مقام تحصیل دار کے ہاتھوں مجبور ہے

اور عوام کے خلاف ناروا سلوک جاری ہے لہذا اس بیل کی کارروائی روک کر خوست کی گیس کے ذخیرے کی دریافت کے باوجود مقامی آبادی کو روزگار سے محروم کرنے اور انہیں مجرموں کے کٹھرے میں کھڑا کرنے اور کرپٹ انتظامیہ کو کھلا چھوڑ دینے اور علاقے کے عوام کے خلاف سازش کرنے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب آپ اس تحریک التوا کی ایڈیشن admissibility پر کچھ کہنا چاہیں گے۔ جی۔
(مدخلت)

شاہ زمان رند: میری تحریک التوا اُنہی جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: آپ کی ایک تحریک التوا آئی ہوئی ہے ایک کل آئے گی۔

شاہ زمان رند: جناب! یہ میں چوتھی پانچویں دفعہ با قاعدہ جمع کروارہا ہوں یہ نہیں آتی ہے اور سیشن ختم ہو جاتے ہیں اس کے باوجود ہماری تحریک نہیں آتی ہے۔ پیش بھی نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: آج ایک آئی ہوئی ہے کل ایک اور پیش ہوگی۔ جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اور اچھا ہوا ہے ہمارے وزیر داخلہ صاحب بھی آگئے ہیں اور تشریف فرمائیں جناب اسپیکر! اس موضوع پر ہمارے علاقے کی جو انتظامیہ ہے یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب پہلے دن حلف کے بعد اس نے اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ ہر ایم پی اے کی اس کے اپنے علاقے میں وزیر اعلیٰ کی ہوگی وزیر اعلیٰ کو تو چھوڑ دیں، ہم تواب کو نسل کی حیثیت بھی نہیں رکھتے ہیں مسئلہ یہ ہے جناب اسپیکر! ماری گیس کمپنی نے ہماری تحصیل میرے حلقے میں گیس کی ڈرلنگ کا کام شروع کیا تھا شروع کرنے سے پہلے گورنر صاحب کو دعوت دی تھی اور ہمیں بھی انہوں نے دعوت دی اور اس سے پہلے وہ چودہ لوگوں کے خلاف ایف آئی آر کاٹ چکے تھے جب ہم ان کے پاس گئے اور کمپنی سے بات کی کہ آپ نے ایف آئی آر کس بنیاد پر کاٹی ہے اور اب تک کام بھی آپ نے شروع نہیں کیا ہے کس نے آپ کو دھمکی دی ہے تو جناب! پتہ چلا کہ یہ تحصیلدار اور اے ڈی اے اور یونیورسٹی سازش پر انہوں نے ہمارے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر چاک کی تھی (مدخلت) اور جناب! جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ ایف آئی آر غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئی ہے اور ہم نے یہ معلومات کی ہیں اور انہوں نے یہ غلط کیا ہے اور ملک فتح نامی ایک شخص نے ان کی کمپنی کی طرف سے یہ ایف آئی آر

کٹوائی تھی یہ اطلاع غلط ہے یہ ایف آئی آر غلط ہے ہم واپس لے لیں گے تو جناب! ہوا کیا اس کے بعد ایک مظاہرہ ہوا تھا اسمبلی کے سامنے اور انہی دو شخص کے خلاف یہ مظاہرہ ہوا تھا اور انہی اے ڈی اے ریونیو اور تحصیلدار ہمارے ساتھ گئے تھے اور ہمارے ساتھ وزیر داخلہ گئے تھے نوشروانی صاحب بھی ساتھ گئے ان کو یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم اس کو ٹرانسفر کروادیں گے اور وہ یہاں سے چلے جائیں گے تو جناب! ہوا یہ کہ کام شروع ہوا۔ ڈرلنگ کامیاب ہو گئی ہماری خوش قسمتی بہت بڑا ذخیرہ ہواں پر ان کو ملا لیکن جناب اسپیکر! ایف آئی آر اب تک قائم ہے اس میں جناب! اپنی رولنگ کے حوالے سے جو ایف آئی آر ہمارے خلاف کٹ چکی ہے ان کے بارے میں آپ نے پولیس والوں کو بھی بلوایا تھا ڈی آئی جی سے آپ نے بات بھی کی اور بعد میں انہوں نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہم نے اس کو تنبیہ کی ہے اور یہ ایف آئی آر کا چالان پیش نہیں ہوا ہے لہذا ہم ایف آئی آر کا چالان withdraw نہیں کر سکتے تو جناب اسپیکر! یہ جو لوگ ہیں یہ جو وہاں پر انتظامیہ ہے اس کی کرپشن کا یہ عالم ہے جناب! آپ کے وزیر موصوف صاحب بیٹھے ہیں تین، چار مہینے پہلے یہ آدمی جو آپ کا تحصیلدار ہے یہ قانون گو تھا نائب تحصیلدار ایکٹنگ نائب تحصیلدار اب تحصیلدار ایکٹنگ تحصیلدار کی حیثیت سے ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ اس آدمی کے خلاف کیس ہے اور وہ اس کیس میں دو کروڑ روپے کا غبن اور اس میں وہ ڈسمس ہوا ہے آرڈر میرے پاس ہے وہ بعد میں میں آپ کو دیتا ہوں اور دو مرتبہ ان کا وہاں سے تباہ لہ ہوا ہے واپس اس کو بحال بھی کیا گیا جام صاحب کے حکم پر اس کو بحال کیا گیا اور اس کرپٹ آدمی کو وہیں پر لگا دیا گیا ہے دو کروڑ کی کرپشن میں وہ ڈسمس اور اب وہ ہمارا تحصیلدار ہے ہمیں تو وہ پوچھتا نہیں ہے نہ پوچھے اور وہ ہمارے خلاف اس قسم کی سازشوں میں مصروف ہے اور اس کے ساتھ اے ڈی اور یونیورسٹی کہتا ہے مجھے سونے کی چڑیاں گئی ہے میں سونے کی چڑیا کو نہیں چھوڑ سکتا ہر نانی ایک ایسا علاقہ ہے ہمیں دن کو اتنی آمدی ہو جاتی ہے لہذا ہم اوپر سے لوگوں کو خوش کر دیتے ہیں اور یہ ہمارے خلاف جاری ہے۔ تو جناب!

انہوں نے یہ کیا کیا ہے کہ جب ماری گیس کمپنی نے جب کام شروع کیا ہے ہوتا یہ ہے کہ اس تحصیل میں جتنے بھی لیویز کے لوگ ہوتے ہیں لیویز کے لوگوں سے ڈیوٹی لی جاتی ہے اور ان کو سرکاری تنخواہ کے علاوہ اضافی تنخواہ کمپنی کی طرف سے دی جاتی ہے جناب اسپیکر! ہماری تحصیل سے ہمارے ضلع سے باہر سے

لوگ منگوا کے وہاں پر کہے تھے اور تحصیل ہرنائی کے لوگوں کو نظر انداز کیا گیا اور وہاں پر جو نوکریاں ہیں اور جو کام کیا جاتا ہے وہ کام بھی علاقے کے لوگوں کی بجائے دوسرے علاقے کے لوگوں کو دیا گیا اور خود گورنر صاحب نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ علاقے کے لوگوں کو یہ کام دیں گے اور جو کام ان کی استطاعت کی ہو جوان کی صلاحیت کی ہوگی تو جناب! ان کی صلاحیت کے لوگ ڈرائیور ہونگے اور جو کام ہے وہ سب کے سب لوگ باہر سے بلوا کے ہماری صوبائی حکومت ایک اے ڈی اور یونیورسٹیک تحصیلدار کے ہاتھوں اتنا مجبور ہے کہ اس کے علاقے کے لوگوں کے روزگار کا تحفظ انہوں نے نہیں کیا ہے تو جناب اسپیکر! یہ تحریک التوا میں اس لئے آیا ہوں کہ اس ٹریشری بخز اور ان کے جو یونیورسٹی کاریکارڈ ہے وہ لوگ اپناریکارڈ بھی لے آئیں گے اور اس میں ایک اسمبلی کے اندر ایک مکمل debate ہو اور اس debate کے حوالے سے جتنے بھی جو غلطی ہوئی ہے جو غلط کیا ہوا اگر میری بات درست ہو تو ان لوگوں کو سزا ملنی چاہئے جو دو کروڑ روپے میں ایک آدمی ڈسمس ہے جناب اسپیکر! خدا کے لئے جہاں بھی لے جانا چاہئے ہیں میں نے اس کا کیا ٹھیکہ اٹھایا ہے میں اس کرپٹ آدمی کو کیا کروں گا۔

جناب اسپیکر: ok زیارت وال۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: جناب! اگر میرے بارے میں آپ کو کوئی ایسی بات ہے۔

جناب اسپیکر: ok مہربانی۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: جناب! یہ جو موضوع ہے اس پر ٹریشری بخز بھی بات کرے۔
مکمل debate ہو۔

جناب اسپیکر: ok۔ مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ (مداخلت۔ مائیک بند)

میر شعیب نوшیروانی (وزیر داخلہ): پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی۔ مائیک آن۔ (مداخلت)

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: اس کو منظور کر کے اس پر پھر detail سے بحث ہو۔ اور بحث کے بعد جناب اسپیکر! ہم اس پر کوئی طریقہ نکالیں گے۔

جناب اسپیکر: جی ok۔ جی شعیب صاحب!

میر شعیب نوшیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک اس تحریک التواعہ کا تعلق ہے واقعی یہ حقیقت پرمی ہے اور میں اسکے حق میں ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہیے۔ کیونکہ مقامی افراد کو روزگار ملے یہ تو ہم سب جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں سب لوگوں کی بھی خواہش ہے۔ جہاں تک وہاں پر انتظامیہ کے ساتھ وہاں کے مزدوروں کا یا وہاں کے لوکل لوگوں کے مسائل کا تعلق ہے تو میرے خیال میں اس تحریک التواعہ کو بحث کیلئے منظور کرنی چاہیے تاکہ اس پر ایک بہتر فیصلہ ہو سکے۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: آیا یہ تحریک بحث کیلئے منظور کی جائے؟ جوارا کین اس تحریک التواعہ کے منظور کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ اٹھائیں۔ تحریک کو قاعدہ (2) 75 کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی لہذا مورخہ 5 اپریل 2006 کے اجلاس میں دو گھنٹے بحث کیلئے منظور کی جاتی ہے۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ جناب شاہ زمان۔۔۔۔۔ (مدخلت)

میر شعیب نوшیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

میر شعیب نوшیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! میں نے اس مسئلہ کی اس تحریک التواعہ کی حمایت اس وجہ سے کی کیونکہ اس میں بعض معاملات حق پرمی ہیں۔

جناب اسپیکر: ok۔

میر شعیب نوшیروانی (وزیر داخلہ): جہاں تک میں نے روزگار کے حوالے سے بات کی کہ وہاں کے مقامی لوگوں کو روزگار مانا چاہیے تو میرے خیال میں گیلو صاحب سب سے پہلے خود چاہیں گے کہ وہاں کے مقامی لوگوں کو ملے۔

جناب اسپیکر: یہ اُس وقت جب بحث ہوگی اُس وقت پھر آپ بات کریں۔ جناب شاہ زمان رند صاحب اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 115

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع بولان جسکا شمار صوبہ کے زرعی اضلاع میں ہوتا ہے۔ عرصہ دراز سے خشک سالی اور اس کے بعد بارشوں اور سیلابوں کی

وجہ سے زرعی زمینیوں اور دوسری املاک کو دگر اضلاع کی نسبت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود تمام اضلاع سے کم بلڈوزر ضلع بولان میں ہیں۔ جہاں بلڈوزروں کی اشد ضرورت ہے میں مشینری کی کمی ضلع بولان کے عوام کے ساتھ زیادتی کے متراffد ہے۔ لہذا صوبہ کے تمام زرعی اضلاع کو زیادہ بلڈوزر رز مہیا کئے جائیں تاکہ وہاں کے عوام دو وقت کی روٹی کمانے کے قابل ہو کر خوشحال زندگی گزار سکیں۔

جناب اپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ جی شاہ زمان صاحب اس کو رائے کیلئے پیش کریں یا اس پر آپ کچھ بولنا چاہیں گے؟

شاہ زمان رند: جی جناب اپیکر صاحب شکریہ! صوبہ بلوچستان ایک زرعی علاقہ ہے اور اسیں جتنے بھی ہمارے تمام اضلاع ہیں اور یہاں دو جو ہمارے اضلاع ہیں ضلع نصیر آباد اور ضلع جعفر آباد وہاں نہری نظام ہے پٹ فیڈر اور کیر تھر کینال وہاں ہے اُس وجہ سے وہاں کے لوگوں کو زیادہ اگر ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہو کیونکہ ہر وقت انکا جو ہے ذریعہ معاش جو ہے وہ نہروں کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہاں بلڈوزرز کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اُس کے علاوہ جناب اپیکر صاحب! بلوچستان کے دوسرے جتنے بھی اضلاع ہیں وہاں پر ان لوگوں کا جو ہمارے غریب اور لاچار لوگ ہیں جو بزرگ ہیں جو چھوٹے کاشتکار ہیں جو چھوٹے زمیندار ہیں تو ان کا ذریعہ معاش جناب اپیکر صاحب! جس وقت بارشیں ہوتی ہیں جو برساتی پانی ہوتے ہیں ان پر انکا انحصار ہوتا ہے۔ تو اُس میں جناب اپیکر صاحب! کیونکہ انکے ساتھ ذریعہ اتنا نہیں ہوتا ہے چونکہ سارا سال ان کی آبادی نہیں ہوتی ہے وہ لوگ اتنے پیسے خرچ نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ جو زمینداروں کو جس حوالے سے وہ جو بلڈوزر ہا اور زدیے جاتے ہیں تین سو ساڑھے تین سو روپے تو وہ بھی یہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اُس کے باوجود جناب اپیکر صاحب! جتنے بھی ایکم پی ایز ہیں ان کو تین ہزار بلڈوزر ہا اور زدیے زیادہ allow نہیں ہیں۔ کیونکہ زیادہ علاقہ زرعی ہے تو لوگ وہی دیتے ہیں تو اُسکے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ ان کو کچھ فائدہ پہنچے۔ تو جناب اپیکر صاحب! جب بارش ہوتی ہے کیونکہ انکے بندات اگر بند ہٹ نہیں ہوں ان پر بلڈوزر کچھ چلنے ہیں ہوں تو اگر ان کو فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو یہ flood آتا ہے جو پانی آتا ہے جو تھوڑی بہت اگر انہوں نے کچھ بنایا ہوگا تو وہ جو انکے چھوٹے موٹے بندات ہیں جن سے انکی زندگی، سال بھر کا گزر بس رہتا ہے تو وہ

بندات ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور ان کو flood لے جاتا ہے۔ اُس سے یہ ہے کہ ان کی جو چھوٹی مولیٰ جو کمائی تھی وہ رک جاتی ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! آئیں main چیز تو یہ ہے کہ بلوچستان میں جتنے بھی زیادہ بلڈوزرز دیئے جائیں اور جتنے بھی ہمارے اضلاع ہیں ان کی میں تو کہتا ہوں کہ ہمارے جو صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں جہاں پر بھی زرعی جو علاقہ زیادہ ہے اور ان چیزوں کی ضرورت ہے تو ان کا جو کوٹھے ہے جو تین ہزار کا کوٹھے ہے وہ بھی بڑھائے جائیں اور flood جناب اپیکر صاحب! میں اسی قرارداد کے توسط سے وزیر اعلیٰ بلوچستان سے بھی یہ request کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنے منتخب نمائندوں کو ان کا جوانپا ایک بڑا زیادہ کوٹھے ہوتا ہے اُن میں ان لوگوں کو پکھ دیا کریں اور یہ بلڈوزرز بھی بڑھائیں تاکہ وہاں کے عوام اچھی زندگی گزار سکیں۔ شکریہ جناب اپیکر!

جناب اپیکر: مہربانی۔ سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟ جو منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں۔ قرارداد منظور ہوئی۔ جناب رحمت علی بلوچ صاحب اپنی قرارداد نمبر 160 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 160

رحمت علی بلوچ: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملکہ تعلیم میں گریڈ 1 تا گریڈ 16 کے تمام ملازم میں جو کہ 2000 سے 3000 کے لگ بھگ کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے ہیں۔ انکے کنٹریکٹ کی معیاد پوری ہو چکی ہے۔ لہذا ان تمام ملازم میں کوریگولر کیا جائے، کیونکہ جتنے ملازم میں کنٹریکٹ پر تھے۔ تمام پوٹھیں با قاعدہ ملکہ خزانہ سے منظور شدہ ہیں۔ لہذا مذکورہ ملازم میں کنٹریکٹ کوریگولر میں شمار کر کے فوری طور پر مستقل کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

جناب اپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ جی اس کی admissibility پر مختصر بات کرنا چاہیں گے؟

رحمت علی بلوچ: آئیں جناب اپیکر! میں مختصر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور بلوچستان کے جتنے بھی اضلاع ہیں وہاں پر contract پر جو ملازم میں بھرتی ہوئے ہیں ابھی ان کی معیاد پوری ہونے کے باوجود ابھی تک وہ مستقل نہیں ہو رہے ہیں اُن میں ایک احساس محرومی پائی جاتی ہے اور پوٹھیں با قاعدہ طور پر خزانہ سے منظور ہو چکی ہیں لہذا میں پورے ایوان سے یہ سفارش کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کی حمایت کی جائے تاکہ تمام کنٹریکٹ ملازم میں کو مستقل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ صدقیتی صاحب اس بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟
عبدالواحد صدقیتی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک رحمت علی بلوج
 صاحب کی یہ قرارداد ہے یہ واقعی اہم نویعت کی ہے اس ضرورت کو ہم نے بھی محسوس کیا ہے صرف یہ کہ ان
 کے تین سال پورے نہیں ہو چکے بلکہ ایک سال ہم نے ایکسٹینشن بھی دی ہے۔ البتہ ہم نے ایک
 summary move کی ہے جام صاحب کے ہاں کا بینہ منظوری دے گی اگر یہ قرارداد متفقہ طور پر
 منظور ہو جائے ایوان کی قرارداد ہو گی یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس کو اگر منظور کیا جائے تو ایکوبشن کی ایک
 وہ صحیح ہو جائے گی۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟ جو منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں۔
شروعی صاحب آپ حق میں نہیں ہیں؟

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: اچھا باتی تو ہیں سارے۔ قرارداد منظور ہوئی۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): میں سمجھنا نہیں پھر کیوں ہاتھ اور پر کروں۔

جناب اسپیکر: ok۔ میر جعہ خان بگٹی صاحب اپنی قرارداد نمبر 162 پیش کریں۔

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! یہ صوبے کا انتہائی اہم مسئلہ ہے آپ ہمیں اجازت دیدیں۔

جناب اسپیکر: اس نے لکھ کر دیا ہوا ہے۔

محمد اکبر مینگل: نہیں سر! زبانی بولا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں لکھ کر تو نہیں دیا ہے میرے خیال میں چھوڑ دیں۔ محکم موجود نہیں ہے لہذا قرارداد غیر
 موثر ہو گئی۔ جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب اپنی قرارداد نمبر 163 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 163

عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر! یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ
 وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ آج کے دور جدید میں کوئی ائیر پورٹ نائٹ لینڈنگ کی سہولت سے
 محروم ہے جس کی وجہ سے خراب موسم میں صوبائی دارالحکومت کا رابطہ ملک کے دیگر شہروں سے منقطع

ہو جاتا ہے۔ لہذا نہ کورہ سہولت کا فوری اہتمام کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 163 پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟
(قرارداد منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: جناب عبدالرحیم زیارت وال، سردار محمد اعظم موسیٰ خیل، اور عبدالجید خان اچھزئی میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 169 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 169

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: شکر یہ جناب اسپیکر! یا یو ان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سکارا شپ اور انجینئرنگ اور دیگر فنی کالجوں کے لئے 12 سالہ پرانا مقرر کردہ مبلغ/ 500 روپے ماہانہ سکارا شپ کا ریشتہ تاحال جاری ہے جب کہ ملک کے دیگر صوبوں میں سکارا شپ بڑھ کر مبلغ/- 1500 روپے کر دی گئی ہے لہذا مہنگائی کے اس دور کے پیش نظر صوبے کے غریب طباۓ کا سکارا شپ مبلغ/- 500 روپے سے بڑھا کر دیگر صوبہ جات کے طباۓ کے برابر مبلغ/- 1500 روپے ماہانہ کیا جائے تاکہ غریب طباۓ کو قدرے ریلیف میرا سکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 169 پیش ہوئی سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟
(قرارداد منظور ہوئی)

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بدلیات): یہ موضوع سکارا شپ سے ہے میری گزارش یہ ہے کہ جو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں حسب ضرورت ان کی مدد کی جائے جتنا لکھا گیا ہے ان سے زیادہ دیا جائے لیکن میں پوچھتا یہ چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے اس ملک میں جو لوگ قرآن و حدیث پڑھ رہے ہیں کیا ہمارے صوبے میں یا پورے ملک میں دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے بھی کوئی ایسا ذہن ہے یا کوئی ان کا نام لیتا ہے اللہ کو آپ لوگوں نے کیا جواب دینا ہے یہ فور پر بیٹھے سب احباب سے گزارش کرتا ہوں اس میں کچھ اس کے لئے بھی رکھیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ قرارداد لے آئیں۔ جب آپ قرارداد نہیں لاسکتے ہیں دوسروں کی قرارداد میں آپ نے یہ تجویز پیش کی۔ (قرارداد تو پاس ہوئی)

مورخہ 27 مارچ 2006 کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر دو گھنٹے بحث۔ جس نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنا نام دیدیں۔ پھر میں باری باری ہر ایک کو جس جس کے نام آگئے پھر میں موقع دو گا جس نے اس تحریک التواء پر بات کرنی ہے نام دیدیں دو گھنٹے ٹائم ہے ہر ممبر کو مناسب ٹائم دیا جائیگا دو گھنٹے سے زیادہ ٹائم نہیں دینگے۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپلی اسپیکر): سر! 15 منٹ وقفہ کریں چائے والے پہیں جب تک نام دیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس پر تقریباً اپوزیشن اور حکومت دونوں کے درمیان طبیعی ہو گیا کہ دو محکم اس پر بولیں گے اور پارٹی کے پارلیمانی لیڈر اس پر کوئی دس دس منٹ بات کریں گے اور پھر اس کے بعد انہوں نے متفقہ جو فلور پر انہوں نے طے کیا وہ اعلان کریں گے۔

جناب اسپیکر: جس نے بات کرنی ہے وہ نام دیدیں۔ جو آپ لوگوں کا فیصلہ ہے وہ دیدیں مجھے کیا پڑتا ہے جس نے بات کرنی ہے وہی نام دیدیں۔ نہیں فیصلہ کیا ہے آپ سب نے بات کرنی ہے جس نے کرنی ہے وہ نام دیدیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): رحمت علی بلوچ ہے جان محمد بلیدی ہے اور محمد اکبر مینگل ہے۔

جناب اسپیکر: تین ہیں وہ تین تو بولیں گے اور باقی جس نے بولنا ہے اس کو پانچ پانچ منٹ ہم دینگے۔ ٹوٹل دو گھنٹے ٹائم ہے۔ زیارتوال صاحب آپ شروع کر دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر جو تحریک التواء 27 مارچ کو بحث کیلئے منظور ہوئی تھی اس تحریک التواء کا تعلق ہمارے صوبے کے خصوصی حالات آپریشن سے ہیں جناب اسپیکر! تو اس کے میں تھوڑا back ground میں جاتا ہوں اور گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو صورتحال پیدا ہوئی یہ صورتحال راتوں رات کی پیدا کردہ نہیں ہے جناب اسپیکر! اس میں ہماری گزارش ہے جس وقت ہمارے ملک کے جو مسائل ہیں جناب اسپیکر! وہ اصل میں آئینی اور سیاسی ہیں جناب اسپیکر! انگریز کے دور میں جب ٹرانسفر آف پاور پاکستان کو اور ہندوستان کو ہور ہاتھا اور اس وقت بھی یہاں پر جناب اسپیکر! فیڈریشن

کی بیان میں موجود تھیں فیڈریشن اور صوبوں کے درمیان خود مختاری کا مسئلہ اس دن سے آج تک ہے جناب اپسیکر! 1946 میں کینٹ مشن آیا تھا اور اس نے ٹرانسفر آف پاور کا فارمولہ طے کیا تھا! اور اس میں یہ طے کیا گیا تھا جناب اپسیکر! کہ ہندوستان اور پاکستان فیڈریشن ہونگے اور پاکستان اور ہندوستان کے جو فیڈریشن ہونگے ان کی جواکائیاں ہوں گی وہ اکائیاں خود مختار ہوں گی جناب اپسیکر! یہ اس وقت طے ہوا تھا اور اس سے پہلے جناب اپسیکر! آئین ساز اسمبلی بنی تھی آئین ساز اسمبلی نے 11 راگست 1947 کو یہی کچھ طے کیا تھا اور 14 راگست 1947 کو پاکستان اور 15 راگست 1947 کو ہندوستان مملکتوں کی حیثیت سے وجود میں آئے تو جناب اپسیکر! یہ جو ہمارے فیڈریٹنگ یونیٹس تھے جو یونیٹس پاکستان میں آئے اور جو یونیٹ ہندوستان میں رہے یہ فیڈریٹنگ یونیٹس کہلائیں گے اس وقت جناب اپسیکر! لیکن اس کے بعد ہوا یہ کہ آئین ساز اسمبلی جس کا یہ فیصلہ تھا اس فیصلے کو آگے بڑھاتے ہوئے 1951 میں آئین کے لئے آئینی ڈرافٹ کے لئے کمیٹی بنائی گئی جناب اپسیکر! اس نے اپنی پینڈنگ کر کے حکومت کو دیدی۔ جو ہوئی ان کو accept نہیں کیا گیا اسی طرح 1952 میں پھر جناب اپسیکر! کمیٹی بنی اس کے لئے پھر 1954 میں جناب اپسیکر! ایک کمیٹی بنی ان تینوں کمیٹیوں نے اپنی سفارشات پیش کیں لیکن وہ سفارشات مانی نہیں گئیں لیکن 1955 میں ون یونٹ نافذ کیا گیا 1956 کا آئین 1959 میں لیکشنا ہونے تھے اکتوبر 1958 کو مارشل لاء لگادیا گیا اور اس دن کے بعد آج تک جناب اپسیکر! ہم اس صورتحال سے دوچار ہیں کہ یہاں پر اگر ہم یہ کہیں 1962 کا جو آئین آیا جناب اپسیکر! اس سے پہلے جب ون یونٹ مسلط کیا گیا جناب اپسیکر! اس قسم کی زیادتیاں ہیں یہ ملک ہم سب کا ہے اور سب یہ حق رکھتے ہیں کہ اس ملک کی حکمرانی میں سب کا حصہ ہو لیکن جناب اپسیکر! ہوا یہ کہ 1962 سے پہلے جب ون یونٹ بنا اس میں جناب اپسیکر! بنگالیوں کی اکثریت کی priority کے نام نہاد اصول کے تحت مارا گیا اور یہاں جو ہم مغربی پاکستان میں ون یونٹ کے اندر آئے جناب اپسیکر! پنجاب نے ہم سے پشتون سے بلوج سے سندھی سے یہ مطالبہ کیا کہ ہم majority میں آئے آپ ہمیں حقوق majority کی بیان پر دینگے اور اس دن یہ جھگڑا ہوا اور اس جھگڑے کی بیان پر ملک دولخت بھی ہوا ہے جناب اپسیکر! آج بات یہ ہے جس بات کو ہم کہنے جا رہے ہیں جناب اپسیکر! 1958 سے آج تک چار سال کے gap کو چھوڑ کر

ہمارا ملک بغیر آئین کے رہا ہے ضیاء الحق صاحب آئے یعنی 1973 کا جو آئین بننا جناب اسپیکر! اس میں لوی لٹگڑی صوبائی خود اختیاری کی بات تھی وہ اپنی جگہ صحیح لیکن اس کو بھی 1978 میں جناب ضیاء الحق نے پاؤں تلنے روندہ والا اور جناب اسپیکر! پھر اس نے آئین میں 2B-58 کا اضافہ کیا اور 2B-58 کے تحت جناب اسپیکر! ہماری یہ اسمبلی جو یہاں ہمارے ایک قائد ایوان ہیں ہماری پارلیمنٹ جہاں اس وقت وزیر اعظم موجود ہیں اور اس طریقے سے پاکستان کی چاروں صوبائی اسمبلیاں ان کے وزیر اعلیٰ جناب اسپیکر! ملک کے وزیر اعظم یہ بے اختیار ہو گئے اور نجی میں ایوب خان نے یہ کیا تھا کہ فیڈریشن کی بنیادوں کو ہلا کر اس میں صدارتی نظام اور فیڈریشن سے انکار کیا تھا انہوں نے 2B-58 جو لائے جناب اسپیکر! اس کے ذریعے سے ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کو بے اختیار بنا دیا تو جناب اسپیکر! یہ جو مسئلہ ہے ملک کا یہ سیاسی اور آئینی ہے اور اس مسئلے پر آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اس کے قابل نہیں ہیں جناب اسپیکر! کہ ہم اپنے صوبے کے لئے وہ کچھ مانگ سکیں یا کچھ کر سکیں جو ہماری ضرورت ہے اور یہ جو جھگڑا شروع ہوا ہے جناب اسپیکر! اس دجنگ چھوٹی جنگ جب تک آپ کے ہاں صوبائی اختیاری نہیں ہو گی آپ با اختیار نہیں ہو گئے آپ کا یہ ایوان sovereign نہیں ہو گا اور اس کے تحت بننے والی جو کمیٹ ہے اس کے جب اختیارات نہیں ہو نگے جناب اسپیکر! تو اس قسم کے معاملات سراٹھاتے رکنیتی معدرات کے ساتھ جناب اسپیکر! آپ نے یہ تحریک جو دوستوں کی تھی برادری کی بنیاد پر جوانہوں نے یہاں لائی تھی جناب اسپیکر! 606 ارب انہوں نے 560 ارب لکھا ہے 606 ارب یہ جو ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں مرکز ہمارا مقر و ضم ہے اب اس کے گلے میں گھنٹی باندھنے والا آدمی کون ہو گا جو ہمارا یہ قرض اس غریب صوبے کو بھی اس وقت PSDP کو ہاتھ نہیں لگایا جناب اسپیکر! ہم سارے بیٹھے ہیں یہاں سب اس صوبے کے مالکوں کی حیثیت سے بیٹھے ہیں PSDP کو ہاتھ نہیں لگایا ہے جناب اسپیکر! کیوں نہیں لگایا ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: ابھی تودید یئے ہیں۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! دیدیئے کے معنی آپ نے ابھی نہیں پڑھا ہے جو دیدیئے وہ قرض میں لئے ایک ہاتھ سے دیتے ہیں دوسرے ہاتھ سے کھینچتے ہیں واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں

جناب اپسیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں تو یہ جو صورتحال اس وقت ہم پر مسلط ہے۔ یعنی 1958 سے لیکر اب تک 1945 سے لیکر 1958 تک 1958 سے لیکر آج تک جناب اپسیکر! ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ جب آئین میں یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ دس سال کے بعد صوبوں کو صوبائی خود اختیاری دے دی جائیگی کنکرنٹ لسٹ کو ختم کیا جائیگا فیڈرل legislative list کے چارائیم مرکز کے پاس ہونگے باقی صوبوں کے حوالے کیے جائیں گے تو جناب اپسیکر! آج یہ حالت ہے کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا ہے اور اس صورتحال میں (مداخلت)

جناب اپسیکر: زیارت وال صاحب دو منٹ ہے دس منٹ میں نے دیئے دو منٹ باقی ہیں آپ مختصر کر دیں۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: میں مختصر کروں گا ہمارے لئے گھنٹے ہیں کوئی بھی نہیں بولے گا میں دو گھنٹے اگر پورا بھی کرنا چاہوں ان کو گھنٹہ ایک ان کو دیتا ہوں باقی ہم آپ کے ساتھ (مداخلت)

جناب اپسیکر: یعنی ادھر سے کوئی نہیں بولیگا۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: جناب اپسیکر! تو اس میں بات یہ ہے جب وزیر اعلیٰ کے اختیارات ٹرانسفر ہوتے ہیں گورنر کو جب عوام کی منتخب پارلیمنٹ کے اختیارات چلے جاتے ہیں کسی اور کے پاس جناب اپسیکر! بھیک مانگنا عوام کے پاس جانا جواب دہ آپ کو ہونا آپ کو مجھے اور ان دوستوں کو ہونا اور اختیارات کا منبع کہیں اور ہواں طریقے سے جناب اپسیکر! نہ صوبے چل سکتے ہیں نہ مرکز چل سکتا ہے فیڈریشن میں اکائیوں اور مرکز فیڈریشن کے درمیان اختیارات کا مسئلہ رہتا ہے ہر کہیں پر ہوا کرتا ہے جناب اپسیکر! لیکن بات یہ ہے کہ شروع سے آج تک ہمیں ملا کیا ہے 1935 کی جو ایک تھی پھر independent جو ایک تھی جناب اپسیکر! اس کے تحت ہمیں یہ ملک دیا گیا اس کے تحت جناب اپسیکر! اب ہم 1935 کے برٹش انڈیا ایکٹ سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں جناب اپسیکر! آپ کے پاس ابھی اس وقت کچھ نہیں ہے وزیر اعظم صاحب آئے یہ ہمارے سارے دوست بیٹھے ہوئے تھے نمائندے ہیں تو وہ پیسے ان کے توسط سے ان اضلاع میں خرچ ہونے چاہیے اضلاع بھی برابر نہیں ہیں

جناب اپسیکر! ایک ضلع لاکھ پر ہے ایک ضلع چار لاکھ پر ہے چار لاکھ کا ضلع جس میں یونین کوسل چچاں ہے اور ایک لاکھ کا ضلع جس میں یونین کوسل دس ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں میں ایسی بات نہیں کر رہا ہوں یہ صورتحال ہمارے سامنے ہے جناب اپسیکر! اور اس صورتحال میں اب ہوا کیا ہے ہم غریب صوبہ ہے اتنا ہم مانتے ہیں لیکن ہم potential ہیں جناب اپسیکر! ہم مخفی خزانے رکھتے ہیں اور مالکوں کی حیثیت سے اس کا ایک حساب کرنا چاہتے ہیں خدا را اس حساب سے ہمیں گنجائی کرنا کہا جائے اور جو لوگ اس حساب کے لئے آواڑھاتے ہیں میں آپ کے توسط سے پورے ملک کے سنجیدہ حلقوں سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر آپ کام کریں وقت ہے کہ آپ مظلوموں کی آواز کو سن لیں ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ مظلوم کی آواز کوئی نہیں سنتا ہے پھر جو صورتحال جوشکل اختیار کر لیتی ہے وہ ایک تباہ کن صورتحال ہو جاتی ہے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہاں پر مسلح جدوجہد ہو جناب اپسیکر! لیکن بات یہ ہے کہ جب آپ کوئی بھی زبان کوئی بھی request کوئی بھی اسمبلی عوام کا نمائندہ کسی بھی چیز کو آپ نہیں مانیں گے لامحالہ پھر اس قسم کے جھگڑے سراٹھانا شروع کر دیتے ہیں جناب! تو ہمارا یہ صوبہ اور یہاں صوبائی اس پر پورٹیں آئیں ہیں جناب اپسیکر! آپ سن لیں رپورٹ یہ ہے کہ اگر یہ صوبہ ملک سے علیحدہ ہو تو دنیا کے تیل کا تیسرا بڑا ملک ہو گا جناب اپسیکر! بہت بڑا ملک ہو گا تو اب کس کی ذمہ داری ہے اس کو رکھنے کے لئے کس کی ذمہ داری ہے اس کو علیحد کرنے کی کون کیا کر رہا ہے جناب اپسیکر! میں یہ کہتا ہوں ہم یہاں صوبائی خود مختاری چاہتے ہیں اور جو میگا پراجیکٹ کی بات ہے جناب اپسیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے میگا پراجیکٹ ہو لیکن میگا پراجیکٹ نعم البدل یعنی ترقی میں نعم البدل صوبائی خود مختاری کا ہمیں قبول نہیں ہے ہماری گزارش یہ ہے کہ صوبائی خود مختاری first ہو گی یہاں گارٹی ہو گی اور اس کے بعد ترقی سے کس نے انکار کیا ہے یہاں جو بیٹھے ہوئے لوگ کوئی بھی انکار نہیں کرتا ہے تو جناب اپسیکر! مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی خود مختاری اور صوبائی خود مختاری کے بعد جناب اپسیکر ہم آپ کو گوش گزار کروانا چاہتے ہیں کہ ہمیں چھاؤنی نہیں چاہیے یہ ہمارے منظر صاحب بیٹھے ہیں ہمیں ایجوکیشن کے ادارے چاہیے جتنا بھی فنڈ دینے کے میں ایسی ایک مثال دیتا ہوں 75 اسلامی ممالک اس میں پانچ سو یونیورسٹیاں جناب اپسیکر! اور ایک جاپان اس میں ایک ہزار یونیورسٹیاں کیسے complete کریں گے کس طریقے سے جہانی طور پر globally

مقابلہ ہوگا ہم پر دروازے بند کئے جارے ہیں، ہم چاہتے ہیں یہ ہمیں نہیں دیتے ہیں نہ دیں اس میں صوبے میں کہیں بھی خرچ کرینگے ابجوکیشن منستر کو دیں زراعت ہمارے صوبے کی تباہ ہو رہی ہے ان کو دیں مولانا واسع صاحب سینٹر منستر کی حیثیت سے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں ان کے توسط سے نہ دیتے ہو اپوزیشن کو بالکل نہ دیں اسی بات کو بہاں پر چھوڑ دیتے ہیں یہ جھگڑا اب ہمارا نہیں ہے لیکن جہاں تک بات ہے وہ یہ ہے کہ چھاؤنی کی بجائے ہماری request یہ ہے کہ تعلیمی ادارے بنیں ہسپتال بنیں ترقیاتی کام ہوں روڈز ہوں اس قسم کی چیزیں ہوں جناب اسپیکر! اور اس کے علاوہ وسیم سجاد صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنی تھی ہم اسمبلی کے تھرو سے کہنا یہ چاہتے ہیں گزارش کرنا چاہتے ہیں آئینی کمیٹی تھی جناب اسپیکر! کہ وہ آئینی کمیٹی اپنا کام فوری طور پر مکمل کر کے صوبائی خود مختاری کا جو مسئلہ ہے اس کو حل کروائیں۔ وہ کمیٹی جنہوں نے اب تک اپنی تجاویز نہیں دی ہیں اور دوسری کمیٹی نے اپنی تجاویز پیش کی ہیں جو کہ مشاہد حسین صاحب کی سربراہی میں۔ اسکی تجاویز پر عمل درآمد کی جائے ہماری ضرورت یہ ہے اور ہم اس قرار داد کے توسط سے اور تحریک التواء کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو دوسری بات ہم یہ کرنا چاہیں گے کہ آپریشن فوری طور پر بند ہو اور اس کے لیے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے یہ ہماری گزارشات ہیں اور ہمارے وسائل کو قبضہ کرنے کے لیے لیویز کی بجائے پولیس نظام کو لوار ہے ہیں جناب اسپیکر! ہم آپ کے توسط سے پورے ایوان سے یہ گزارش کریں گے کہ ہماری جو خفی تو انائی ہے یا مخفی خزانے ہیں جو کہ قدرت نے صوبے کے لوگوں کو عطا کیے ہیں اس پر ان لوگوں کی حق ملکیت کو تسلیم کیا جائے اور ان لوگوں کو وہ حق دیا جائے تاکہ وہ مالکوں کی حیثیت سے وہ بہاں پر ہیں تو یہ جو تحریک التواء ہے اور اس تحریک التواء کو قرار داد کی شکل دیکر آپریشن کو بند کیا جائے اور صوبائی خود مختاری دی جائیں چھاؤنیوں کے منصوبے کو منسوخ کیا جائے صوبے کی ترقی کے لیے جتنا بھی مرکز ہمارا مقرر وض ہے وہ پیسے بھی دیکر ترقی کی راہ نکالی جائے پولیس فورس کی بجائے لیویز کو stable کیا جائے پولیس نظام ختم کیا جائے ہمارے وسائل پر قبضہ نہ کیا جائے آج حالات جس نئی پر ہیں اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ بڑھ کر اور بھی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ تو پھر آپ اس میں کچھ کر سکیں گے نہ میں کچھ کر سکوں گا نہ کوئی اور کچھ کر سکے گا اور صوبے کے حالات کنٹرول سے باہر ہوتے جا رہے ہیں اس میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ان پر عمل درآمد کرتے ہوئے ایک راہ اپنائی جائے

اور اس تحریک التواء کو فرار داد کی شکل دیکر یہ چیزیں بند کی جائیں شکر یہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: مہربانی جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکر یہ جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تحریک التواء بہت ہی اہمیت کی حامل ہے لیکن جناب! بلوچستان کے موجودہ حالات جس کو ہم face کر رہے ہیں اور بلوچستان کے عوام جس سے متاثر ہو رہے ہیں یہ بھی ہم دیکھیں کہ یہ کوئی ایک یاد و مہینے کی پیداوار نہیں ہے یہ ایک مسلسل عمل کا نتیجہ ہے سیاسی طور پر بھی معاشری طور پر بھی پچھلے چھاس سالوں کا ایک تسلسل ہے جو کہ اب ابھر کر سامنے آیا ہے اب جناب والا! اس میں منفی چیزیں بھی ہیں اور ثابت چیزیں بھی ہیں منفی چیزیں میں اس لحاظ سے کہونگا کہ یہاں پر ہمیشہ ان قوتوں کو در پرده سر پرستی حاصل رہی ہے جو نہ جمہوریت اپنے اندر رکھتے ہیں اور نہ جمہوری روایات کی بات کرتے ہیں لیکن ناجمہوری روایات کی پاسداری کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ سے بر سر اقتدار بھی وہی قوتیں رہی ہیں جو بلوچستان کے عوام کے حقوق کا واویلا اور بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو انہوں نے اپنے دور میں کوئی اس طرح کی چیزیں نہیں کیں جس سے عوام کو ان سے محسوس ہو کر واقعی ان کے حقوق کی بات کی جا رہی ہے لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ جہاں تک بلوچستان کی محرومی کی بات ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے بلوچستان میں محرومی نہیں ہے واقعی بلوچستان میں محرومی ہے بلوچستان کی محرومی میں ہر سیاسی شخص اور ہم تمام شامل ہیں سب نے اپنے مقاصد کے لیے سوچا ہے اس سے بلوچستان کی جو محرومی ہے وہ اپنی جگہ قائم و دائم ہے جناب اسپیکر! میرے خیال میں 50 سال کے بعد مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو جن حقوق سے محروم رکھا گیا تھا ان کو وہ حقوق دیئے جائیں اور پاکستان کے تین صوبوں کے برابر صوبہ بلوچستان کو لا یا جائے تو انہوں نے ترقیاتی عمل کا کام شروع کیا گیا اس کے نتیجے میں کچھ سیاسی دوستوں کے خدشات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مسئلہ بندوق سے یا تشدد کے راستے اپنانے سے حل نہیں ہونگے بہتر یہ ہے کہ ہم ان خدشات پر بیٹھ کر بات کریں مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں بہت تخل سے اور صوبائی حکومت نے بہت تخل کے ساتھ ان مسئللوں کو یا اس رویے کو بہت برداشت کیا لیکن آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ جہاں پر برداشت کرنا کسی حکومت کے لیے ممکن نہیں تھا اور جس کے نتیجے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ

صورتحال وقوع پذیر ہوئی وہ اس کے اسباب تھے لیکن ابھی بھی جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ وقت زیادہ نہیں گزرا ابھی بھی اس اسمبلی کی ذمہ داری ہے ہم تمام بیٹھے ہوئے یہاں کے مجرمان کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے صوبے میں حالات کو بہتر بنانے کے لیے صوبے کے حقوق حاصل کرنے کے لیے صوبے کی محرومیوں کو ختم کرنے کے لیے جو ثابت راستے ہیں ان کو اپناتے ہوئے ہم آگے بڑھتے تو آج مجھے خوشی ہے کہ قائد ایوان نے اپوزیشن لیڈر نے اور اپوزیشن دوستوں نے مل بیٹھ کر یہی تھیہ کیا ہے کہ ہم ایک ثابت راستے اپنانے کی ایک دفعہ پھر سے کو شش کریں گے اور وہ قوتیں جو یہاں پر ترقی نہیں چاہتیں یا اگر ترقی چاہتی ہیں تو ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے ان کو سمجھانے کی کو شش کریں اور اگر وہ چاہتے ہیں تو ان کے کیا مسائل ہیں ان پر بھی بیٹھ کر بات ہو اور اس سلسلے میں جو فریق ہے ان کے ساتھ ایک بہتر ماحول بنایا جائے جو کہ بات چیت کے عمل کو آگے بڑھایا جائے اور صوبے کے جوروینو کے مسئلے ہیں صوبے کے امن و امان کا مسئلہ ہے دوسرے مسائل ہیں یہ ہم تمام دوستوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو یہاں مل بیٹھ کر احسن طریقے سے حل کریں تو جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ آج ہم اور اپوزیشن اس نتیجے پر پہنچے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جناب! میں ایک اور گزارش کروں کہ دیکھیں محرومیاں ہوئی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے جس کا صدر پاکستان نے اسی ہمارے صوبائی دار الحکومت میں اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی بلوجستان کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں لیکن اب جو ہو چکا ہے وہ ہو چکا تو اس کا اب حل کیا ہے ان محرومیوں کا ازالہ کیسے کیا جائے اب اس بات پر ہم مل بیٹھ کر سوچیں میرے خیال میں اس کا بہتر حل یہی ہے کہ گزشتہ محرومیوں کا ازالہ زیادہ سے زیادہ صوبے کو وسائل فراہم کر کے یا موجودہ قوانین کے تحت جتنے وسائل صوبے کو ملنے ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر صوبے کو دیا جائے تب ان محرومیوں کا ازالہ ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمام دوستوں کے سامنے ایک تجویز بھی رکھتا ہوں کہ مثلاً گیس کی رائٹیشن کے حوالے سے جی ڈی ایز کے حوالے سے جتنے بلوجستان کو حقوق ملنے تھے بلوجستان کو وسائل کے لحاظ سے وہ تو نہیں ملے اب نتیجہ یہ ہے کہ گیس دن بہ دن کم ہوئی جا رہی ہے تو بہتر یہ ہے کہ اس کے ازالے کے لیے ایک ثابت چیز لیکر مرکزی حکومت کے پاس جائیں جیسے گوا در ڈیپ سی پورٹ ہے اسکے حوالے سے مرکزی حکومت نے سینٹ کی کمیٹی بنائی تھی اس میں شاید گوا در پورٹ کی روپیوں کا 7% وہ صوبائی حکومت کو دینے

کی سفارش کی گئی ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ متفقہ طور پر جا کر یہ مرکزی حکومت سے مطالبہ کریں انکو اس بات پر منوائے کہ جناب وہاں تو ہمارے ساتھ ذیادتی ہوئی ہے اب مہربانی کر کے گوادر پورٹ کی ریونیو سے ہمیں خاطر خواہ حصہ دیا جائے تاکہ ان محرومیوں کا ازالہ گوادر پورٹ کی صورت میں ہم سے ہو اور میرا خیال میں یہ 25 سے 30 فیصد ریونیو جو ہے وہ باقی دوست پیڑھ کر فصلہ کریں لیکن جو میرے ذہن میں ہے کم از کم 25 فیصد ریونیو وہ صوبائی حکومت کو مانا چاہیے گوادر پورٹ کا بیشک اس کے لیے تیس سال چالیس سال رکھیں یا اگر کنکرنٹ لسٹ میں حصہ ہے اگر یہ ٹرانسفر ہوتا ہے صوبوں کو دس سال کے بعد۔ جس طرح کے اختیارات کی منتقلی کی بات ہو رہی ہے تو اچھی بات ہے لیکن اگر یہ نہیں ہوتا تو بھی اس کے لیے ایک وقت رکھا جائے تیس سال کے لیے میں سال کے لیے دس سال کے لیے اس پر میری یہ ایک تجویز ہے تو جناب والا! میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور انہی الفاظ کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ اللہ کرے جس نیک نیتی کے ساتھ آج ہم نے ہاتھ بڑھایا ہے کوشش یہ ہو گی اور اللہ پاک سے دعا بھی یہی ہے کہ اسکو حسن طریقے سے ہم کسی مقام پر پہنچا سکیں بہت مہربانی۔

جناب اسپیکر: مولانا واسع صاحب آپ لوگوں نے کہا تھا کہ ہر پارٹی کا پارلیمانی لیڈر بولے گا لیکن ادھر میرے پاس کافی لمبی لسٹ آگئی سب نے بات کرنا ہے۔ جی کچکوں صاحب آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں۔ آپ شروع کریں۔

کچکوں علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! لوگوں کو بولنے دیں تاکہ وہ اپنی رائے دیں تاکہ یہ ایک جو بڑا مسئلہ ہوا ہے لیکن وہ relevant ہو جائیں اور جنہوں نے وہ دیئے میں ٹریزیری نئے کے دوستوں سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ صبر سے وہ انہیں سنیں کیونکہ یہ بڑا مسئلہ ہے لیکن وہ بولیں relevant جس ڈائریکشن کی طرف ہم جا رہے ہیں اسی میں رخنہ ہو۔

جناب اسپیکر: واسع صاحب کیا ہے؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! طبق یہ ہو گیا لیکن کچکوں صاحب کچھ کہتے ہیں تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: جب ایک چیز طے ہوئی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): آپ اجازت دے دیں جو بھی پانچ پانچ منٹ دس منٹ بولے۔

جناب اسپیکر: نہیں اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے (مداخلت) وہ دیں گے آپ سنیں تو سہی میں پہلے اس مسئلے کو نٹاؤں۔ کچوں صاحب پھر سب نے بولنا ہے جتنی لست ہے میں ٹائم دو گھنٹے سے زیادہ نہیں دوں گا۔

رحمت علی بلوچ: جناب! یہ اہم مسئلہ ہے ٹائم ذرا بڑھا دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں جو روزہ ہیں۔ جی

رحمت علی بلوچ: بلوچستان کا اہم مسئلہ ہے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! سردار صاحب کو بولنے دیں۔ ہمارے اکبر جان ہیں اور جے ڈبلیوپی والے ہیں یہ سارے کچھ بولیں اور اسی طرح ہے۔

میر شعیب نو شیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! اس معاملے پر کچوں صاحب سردار شناء اللہ صاحب سے پہلے سی ایم صاحب کے چیمبر میں کچھ معاملات طے ہو گئے ہیں بہتر یہ ہے کہ پارلیمانی لیڈر صاحب سردار صاحب اور کچوں صاحب اس پر بات کر لیں۔ اس کے بعد سی ایم صاحب آئیں گے وہ اس پر ایک اچھی رائے اپنی دیں گے جو اس کے بعد اسمبلی اپنا کام کرے گی۔ (مداخلت)

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! آپ کو ٹریزری بخوب نے آپ کو intimate نہیں کیا تھا آپ نے نام مانگے انہوں نے نام دے دیئے تھے کیونکہ میں اور سردار صاحب وہاں ---

جناب اسپیکر: سب سے نام نہیں آئے ہیں نام اپوزیشن کی طرف سے آئے ہوئے ہیں (مداخلت)

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ابھی اگر آپ لوگ یا آپ لوگوں کے کچھ اراکین اسی بات سے اتفاق کرتے ہیں کیونکہ ہر ایک رکن اسمبلی ضروری نہیں ہے وہ اس پر بولے لیکن ساتھ ساتھ یہ جو مفاہمت یا جو خوش اسلوبی سے جو معاملہ ہم نے شروع کیا ہوا ہے کہ پاٹکیل تک پہنچانے کے لئے ہم نے جو چیمبر میں طے کیا بہتر یہ ہے لیکن ہم تو کسی پر پابندی نہیں لگائیں۔

کچوں علی ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! بالکل صحیح کہہ رہے ہیں جتنے پارلیمانی لیڈرز ہیں پارٹیوں کے ہمارے اکبر صاحب ہیں وہاں جے ڈبلیوپی کے دوست ہیں mover ہیں سردار صاحب

بھی ہماری پارٹی کے بھی لیڈر ہیں ان کا بھی بلوچستان میں ایک حصہ ہے اگر انہیں اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی اکبر مینگل آپ شروع کر دیں۔ لیکن پانچ منٹ۔ ٹائم بھی کم ہے۔

محمد اکبر مینگل: میرے خیال میں جناب! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ تمام دوستوں کو موقع ملتا چاہئے پانچ منٹ کا مسئلہ نہیں ہے پانچ منٹ میں ہم اس کو حل کر سکیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! بلوچ عوام کیلئے فوج آپریشن کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پچھلے پچاس برسوں میں وقتاً فتاً یہاں پر فوج کشی کی گئی ہے یہاں پر حقوق کی بات کی ہے ان کو دبانے کے لئے کمزور کرنے کے لئے اور جواب پنے وسائل پر اپنا اختیار چاہتے ہیں ان کی آواز کو دبانے کے لئے فوجی ایکشن کا سہارا لیا گیا جناب اسپیکر! بلوچ قوم کا مسئلہ اس سے بھی پہلے مختلف اجلاسوں میں ہم لوگ اٹھاتے رہے ہیں اور آپ کے سامنے بھی کہ ہمارا مسئلہ وسائل پر اپنی ملکیت کا ہے۔ اور ہم اپنے وسائل پر حق خود ارادت چاہتے ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ باہر کا کوئی آ کر یہاں پر قبضہ گیری کرے اور اپنے آپ کو یہاں کا حق ملکیت کا مالک سمجھے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے وسائل کے جو مالک ہیں وہ بلوچستان کے عوام ہیں اور ان کا اختیار یہاں کے لوگوں کو ہونا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قرارداد پاکستان جو پاس ہوئی تھی اس میں باقاعدہ تحریر تھا کہ چار subject کے علاوہ تمام کے تمام subject صوبوں کو منتقل ہو جائیں گے۔ چار subject میں foreign affaires میں ہونے والے چھاؤنیوں کے قیام سے نہیں ہے اگر چھاؤنیوں کے قیام سے ترقی ہوتی تو آج ہم اور آپ چھاؤنی کے اندر عام آدمی کی طرح جاسکتے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ چار دفعہ جامہ تلاشی کے بعد چھوڑ انہیں جاتا۔ جناب اسپیکر! خصوصاً یہ بلکہ اور کوہلو میں جس طرح جیٹ طیارے اور گن شپ ہیلی کو اپڑر استعمال ہوئے۔ کوئی بھی سیاسی شخص کوئی بھی آدمی اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہ ہمارے لوگوں پر اور خصوصاً عورتوں اور بچوں تک معاف نہیں کیا گیا۔ جناب اسپیکر! ہم اس سے کیا تو قرع رکھیں۔ جناب! آج کسی

ملک کا صدر اس قسم کے بیانات دے کچل دوں گا۔ میں ہٹ کر دوں گا۔ دن پورے ہو چکے ہیں بالکل اسی طرح کے بیانات سقوط بنگال کے وقت اس وقت کے فوجی جزل دیا کرتے تھے آج اس وقت پھر وہی یاد تازہ ہو رہی ہے وہی دن نظر آ رہے ہیں یہاں کی سیاسی پارٹی یہاں کے عوام نے اس ملک کو نہیں توڑا ہے اس ملک کو یہاں کے فوجی حکمرانوں نے توڑا ہے آج ایک بار پھر وہ بلند بانگ دعوے آج ایک بار پھر یہاں کی پچھلی حکومتوں یہاں پر ہمارے دوستوں کی حکومت رہی ہے مختلف پارٹیوں کی شکل میں۔ میرے دوست نے کہا کہ یہاں پران کی حکومتیں رہی ہیں جناب! یہاں پر جب ہماری حکومتیں رہی ہیں ان میں جناب آپ بھی حصہ دار رہے ہیں لیکن ہمیں کمزور کرنے کے لئے ہمیں توڑنے کے لئے کن کے اشارے پر ہماری گورنمنٹ گئی ہماری پارٹی کو توڑا گیا یہ چیزیں نظر انداز نہیں ہو سکتی ہیں جناب اسپیکر! یہاں کے بلوچ اپنے آپ کو بلوچستان میں بلوچ وسائل پر اپنے حق ملکیت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں زینتی حقائق دیکھنے ہو گئے زینتی حقائق کیا ہیں چاٹنا کے پروڈکشن اس کی اشیاء پورے مارکیٹ میں پھیل چکی ہیں آج پنجاب کے اندر بھی پنجاب کی اپنی فیکٹریاں بند ہونے لگی ہیں۔ پانی کم ہونے کی وجہ سے وہاں زراعت ختم ہو رہی ہے پنجاب کی چھ کروڑ آبادی کو ایک پورٹ چاہئے وہ کبھی بھی مفاہمت سے وہ کبھی بھی بھائی چارگی سے دوسری بات نہیں کریں گے۔ وہ ایک بہت بڑی آبادی کو گواہر پورٹ پر منتقل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے کاروبار چلا سکیں لیکن بھیثیت بلوچ بھیثیت بلوچستانی ہر شخص کا یہ فرض بتتا ہے کہ وہ اپنے وسائل کی حفاظت کرے بلوچستان کے اندر بلوچستان کے مراحت کاراپنی ملکیت اپنی سرز میں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی غلط بات نہیں۔ آج ہم کشمیر کی بات کرتے تھکتے بھی نہیں ہیں آج ہم فلسطین کی توبات کرتے ہیں فلسطین کی بات کرتے تھکتے بھی نہیں ہیں۔ کہ آج ہمیں یہ کمزور اور کم تعداد میں یہ قوم نظر نہیں آتی ہے۔ اس طرح سے پہلے بھی ہمیں جنیلوں کی دھمکیاں اور اس طرح سے فوجی آپریشن کا پہلے بھی سما منا کرنا پڑا۔ لیکن جو ملکیت اپنے وسائل کی ملکیت اپنی سرز میں کی حق ملکیت سے کبھی بھی دست بردا نہیں ہوئے ہیں کیا نواب نوروز خان سے وعدہ نہیں کیا گیا کیا قرآن شریف کو نیچ میں لا کر مفاہمت نہیں کی گئی کیا آج اس پیرانہ سالی میں نواب بگٹی کو نواب نوروز کا کردار ادا کرنے پر کس نے مجبور کیا۔ جناب اسپیکر! وہ شوق سے نہیں گئے ہیں ان کی یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے جو آسودگی حال میں

گزار رہا تھا اس کو ختم کر کے وہ پہاڑوں پر زندگی گزارے۔ جناب اپسیکر! ہمیں یہ مجبور کیا جا رہا ہے اگر بلوج اپنی ہی سرز میں پر حفاظت سے نہیں رہ سکتے تو میں یہ سمجھتا ہوں اس سرز میں پر بیٹھے ہوئے کسی بھی کمیونٹی کو کسی بھی قوم کو یہ سوچ لینا چاہئے کہ جب تک یہاں کے باسی محفوظ نہیں رہ سکتے تو وہ بھی محفوظ اور حفاظت سے کم از کم جو سرز میں بلوجستان کھلا جاتا ہے اس میں حفاظت سے نہیں رہیں گے۔

جناب اپسیکر: ok - مختصر کر دیں۔

محمد اکبر مینگل: جناب اپسیکر! میں سمجھتا ہوں اس وقت ہمارے سمندر کو شل ایریا کو قبضہ کرنے کے لئے بہت بڑی سازش کی جا رہی ہے جناب اپسیکر! بھی صدر نے کہا آپ اس قابل نہیں ہیں جو نو کریاں آئیں گی وہ آپ کے مطابق نہیں چھوٹی جو نو کریاں ہیں وہ آپ کو ملیں گی۔ آپ کو جو نو کریاں ملیں گی اس میں آسانیں کم ہو گی جناب اپسیکر! پھر آپ کے وہ جو لائے ہیں جو وہاں سے آئیں گے بڑی آسانیں ان کو ملیں گی بڑی نو کریاں ان کو ملیں گی پھر وہ بھی جناب اپسیکر! وہاں آرام سے نہیں بیٹھ سکیں گے۔ بحثیت بلوج بحثیت son of soil، ہم ہر ایک دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم جب تک اختیارات ہمارے وسائل ہمارے حق میں استعمال نہیں ہوں گے تو وہ کسی اور کے حق میں استعمال نہیں ہوں گے۔

جناب اپسیکر: مہربانی۔ اکبر صاحب بیٹھیں ٹائم پورا ہو گیا ہے۔ پانچ منٹ آپ کے پورے ہو گئے۔

محمد اکبر مینگل: پورٹ کی جتنی بھی آمدنی ہے جو ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں منتقل ہونی چاہیں۔

جناب اپسیکر: ok - سلیم کھوسے۔ مہربانی آپ شروع کر دیں پانچ منٹ۔ جی۔ (مدخلت) فلور پر یہ نہ کہیں آپ کا ٹائم پورا ہوا۔ اکبر جان آپ کا ٹائم پورا ہوا۔ کھوسے صاحب۔ سردار عظیم صاحب آپ کا ٹائم نہیں ہے آپ کا زیارت وال صاحب نے ٹائم ختم کیا ہے (مدخلت) آپ فی الحال بیٹھیں جی کھوسے صاحب۔

سلیم احمد کھوسے: شکریہ جناب اپسیکر صاحب! تقریباً چار مہینے ہو چکے ہیں اس جنگ کو جو بلوجستان میں شروع کی گئی ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! ہم سب لوگ جانتے ہیں جب گولی چلتی ہے جب راکٹ چلتا ہے تو وہ نہیں دیکھتا کہ آگے کون ہے عورت ہے بچہ ہے بوڑھا ہے یا کوئی ہے یا کوئی ہے تو یہ جوز زیادتیوں کا سلسہ چل ٹکا ہے اپنے لوگوں کے اوپر اس طرح کی زیادتی کس قانون کے تحت کی جا رہی ہے ان کا قصور کیا ہے انہوں نے کیا کیا ہے انہوں نے کوئی حکومت کے ساتھ پہلے جنگ کرنے کی کوشش کی ہے یا کیا

ہے کہا جاتا ہے کہ جی نواب اکبر گھٹی ایک بہت بڑی زیادتی کر رہے ہیں ملک توڑنے کی بات کر رہے ہیں ہم کوئی بھی ملک توڑنے کی بات نہیں کرتے ہیں ہماری بقا ہماری عزت پاکستان کے ساتھ ہے پاکستان ہے تو ہم بھی ہیں خدا نخواستہ اگر کل پاکستان کو کچھ ہو جاتا ہے تو ہماری بھی کوئی حیثیت نہیں رہتی ہے (ڈیک بجائے گئے۔ مداخلت) یہ ہمیشہ پاکستان کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ان کی نیت پر شک ہوتا ہے کیا ہم لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے غدار ہیں آج میں بات کر رہا ہوں تو میری اس بات پر وزیر داخلہ نہ پڑے۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): ہمیں آپ کی اس بات پر خوشی ہو رہی ہے۔

سلیم احمد کھوسہ: خوش نہیں ہو رہی ہے مجھے پتہ نہیں ہے کہ آپ کیوں خوش ہو رہے ہیں؟ جب ایک بندہ اس صوبے کا گورنر رہ چکا ہے ایک بندہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ رہ چکا ہے یہاں پر بیٹھے ہوئے بزرگ بھی ہیں میری بھینیں خواتین بھی ہیں۔ اقلیت سے بھی تعلق رکھنے والے بھی ہیں۔ کیا انہوں نے صوبے کی خدمت نہیں کی ہے کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے جب وہ اس وقت سب کچھ کر رہا تھا تو وہ سب سے بہتر تھا آج اس پر زیادتی کی جارہی ہے تو کیوں کی جارہی ہے زیادتی۔ جناب اسپیکر صاحب! وہ اپنا حق مانگ رہا ہے حق مانگنا اگر بری بات ہے تو بہت بری بات ہے تو پوری دنیا بر بادی کے دہانے پر چلی جائے گی جو سلسلہ شروع ہو چکا ہے آپ مجھے بتائیں کہ سوئی سے گیس نکل رہی ہے کیا وہاں سوئی ڈیرہ بگٹی یا سوئی کے پورے علاقے میں گیس پہنچی ہے جو پورے اس وقت پنجاب میں جا چکی ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہمیں کسی سے کوئی انکار نہیں ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ترقی ہو یہ ملک ہمارا ہے۔ سب کو مانا چاہئے میں اپنی بات کرتا ہوں ڈیرہ بگٹی سے سوئی سے کوئی پینتیس کلو میٹر پر ہے ہمارا ضلع جعفر آباد جو میرا حلقہ ہے ابھی تک وہاں پر گیس نہیں پہنچی ہے۔ جناب! جو سلسلے اور زیادتیاں ہوتی ہیں تو اس کا action اس طرح ہوتا ہے یہ بھی اچھی بات ہے کہ آج گورنمنٹ والوں نے ثابت بات کی ہے یہ اتنے عرصے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ جی ہم کچھ اس بات کو آگے لے چلیں گے کم سے کم یہ جو جنگ ہے یہ جو سلسلہ ہے ختم ہونا چاہئے میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جی جنگ اس وقت کو ہو تھیں ڈیرہ بگٹی تک محدود نہیں ہے جناب والا! یہ بڑھتی جارہی ہے ہمارا چھتر۔ جو ڈسٹرکٹ نصیر آباد سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی اس کی زد

میں آچکا ہے وہاں اتنے فور سر م موجود ہیں وہاں اس وقت کیا کچھ ہو رہا ہے ہم ہر روز اخباروں میں دیکھتے ہیں یہ بڑھتی چلی جا رہی ہے تو آج بھی اگر ہم سب نے مل کر اس جنگ کو روکنے کی کوشش نہیں کی تو جناب اپیکر صاحب! یہ جو سلسلہ چل پڑے گا تو پھر پورے بلوجستان میں چل پڑے گا اور پھر نہ آپ اسے روک سکتے ہیں نہ میں اسے روک سکتا ہوں اور نہ کوئی اور اسے روک سکتا ہے ملک ٹوٹنے کا جو سلسلہ ہے وہ ہماری طرف سے نہیں ہے ہم تو کہتے ہیں کہ ہماری بقا ہماری عزت اس میں ہے لیکن یہ جو سلسلہ چل رہا ہے اللہ نہ کرے یہ جو سلسلہ چل پڑا ہے اس سے یہ لگتا ہے کہ ہم خدا نخواستہ ایک بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہے ہیں اس تباہی کو روکنے کے لئے ہم بھی حکومت والوں کے ساتھ ہیں۔ وہ بھی کچھ قدم آگے بڑھائیں سب سے پہلے تو اس جنگ کو جو سلطان کی گئی ہے پچھلے چار مینے سے ان کو روکنا چاہئے پھر آگے جو مذاکرات ہیں جو سلسلہ ہے بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آج ان کی طرف سے کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بالکل بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آج ان کی طرف سے کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جناب اپیکر صاحب! اسی سال کی عمر میں نواب اکبر بگٹی اس وقت پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کوئی شوق سے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں یہ جو زیادتیوں کا تسلسل شروع کیا گیا ہے وہ اس کے تحت بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے لئے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے لئے اگر جا کر بیٹھے تو اسے بہت کچھ ملتا۔ وہ اس صوبے کے حق کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں بلوجوں کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس صوبے میں رہنے والے ہیں سارے سب لوگوں کے لئے ہیں یہ نہیں کہ بلوج کی بات کرتے ہیں پشتون کی بات کرتے ہیں اقلیت کی بات کرتے ہیں یہاں جو سیلہ ہیں ان کی بات کرتے ہیں ہم سب کی بات کرتے ہیں تو سب کی بات کرتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے ہماری طرف سے اور گورنمنٹ والوں سے بھی میں یہ گزارش کروں گا سب سے پہلے اس جنگ کو روکنا چاہئے جتنی بھی جلد ہو سکے۔

جناب اپیکر: مہربانی کھوسہ صاحب۔

سلیم احمد کھوسہ: پھر اس کے بعد مذاکرات یا جو بھی سلسلہ ہے شروع ہونا چاہئے اس وقت میں یہ بات بتاتا چلوں جناب اپیکر صاحب! اس وقت ڈیرہ بگٹی سے ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ مانیگریٹ کر چکے ہیں جو ہمارے ڈسٹرکٹ میں جعفر آباد، نصیر آباد، سندھ اور کوئٹہ کی طرف آچکے ہیں وہ در پدر ہیں

ڈیل و خوار ہیں ان کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے سب بے گھر و بے سامان ہیں تو ان سب کی طرف دیکھنا چاہئے کم سے کم بات کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے اور سب سے پہلے یہ جو جنگ مسلط کی گئی ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ بہت بہت شکر یہ!

جناب اپسیکر: مہربانی شفیق احمد خان!

شفیق احمد خان: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اپسیکر صاحب! بلوچستان کے حالات کافی عرصے سے گھم بیہر چلے آ رہے ہیں اس میں بنیادی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جو جن لوگوں کو غدار کہا جا رہا ہے یا جن لوگوں کے ساتھ۔ (مداخلت) مولانا واسع صاحب آپ ذرا توجہ دیں گے کیونکہ آپ نے ہی یہ مسئلہ یہاں سے حل کرنا ہے تو بلوچستان کے مسائل بالکل آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ تو علماء کرام کے پاس جو مشکل کام ہے چونکہ علماء کرام کے پاس نمبر ہے مسجد ہے وہ ہر جگہ نواب سے بھی مل سکتے ہیں صدر سے بھی وہ مل سکتے ہیں وہ آسانی سے اس مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں جیسا کہ میرے بھائیوں نے یہ بتائیں کیس ہم یہ بتانا ہے ہیں کہ بلوچستان کے مسائل کا حل ایک table ہے ایک ٹیبل کے گرد بیٹھ کر یہ بات حل ہو سکتی ہے اگر ہم اسی طریقے سے لڑتے رہے تو ہمارے ارڈر کے جو دوسرے ممالک ہیں ہمارے دشمن ہیں وہ ہم سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے اب نواب خیر بخش مری پچاسی سال کی عمر میں بگٹی اسی نوے سال کی عمر میں سردار عطا اللہ مینگل بیاسی سال کی عمر میں غداری اپنے ذمہ نہیں لینا چاہتے۔ اگر انہوں نے علیحدہ ہونا ہوتا تو وہ اپنی جوانی میں علیحدگی کا نعرہ لگاتے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں جتنے بھی بلوچ، پنجابی، سندھی اور مہاجر جو بھی رہتا ہے اس صوبے میں جور ہتا ہے وہ بلوچستانی ہے اور اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ ان کو چاہئے کہ بلوچستان کی بقاء کے لئے اگر بلوچستان ہو گا تو پاکستان ہو گا بلوچستان کی سر زمین کا وجود اس بات کی حقیقت ہے کہ اگر بلوچستان کا وجود اس سر زمین پر ہو گا تو پاکستان کا وجود قائم رہ سکتا ہے۔ اگر بلوچستان کو اپنے سے علیحدہ کرنے کی بات کرو گے افغانستان سے ملانے کی بات یا ایران سے ملانے کی بات کسی اور ملک کے ساتھ ملانے کی بات کرو گے تو یہ ملک ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا آج جو بولان کا واقعہ ہوا ہے اس میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ قوم پرست غلطی کرتے ہو نگے اگر وہ یہ حرکت کرتے ہیں یہاں کے پنجابی یا سیندھی کو مارتے ہیں یہ بھی میں سمجھتا ہوں کسی اور element کا ہاتھ ہے اس میں

کسی اور گروہ کا ہاتھ ہے وہ چاہتے ہیں کہ ان میں نفرتوں کا نجی بویا جائے ہم شکر الحمد للہ میں بلوچستانی ہوں مجھے بلوچستانی ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ میں اپنے آپ کو خرمسوں کرتا ہوں کہ میں اس صوبے سے، میں یہاں کا son of soil ہوں میں یہاں پیدا ہوا یہاں میں نے عزت پائی یہاں میں نے مقام حاصل کیا تو حکومت وقت سے خاص کر مرکز سے میری گزارش ہے کہ وہ ہٹ وھری چھوڑ دے اور جو بات ہے علماء کرام ہمارے ساتھ موجود ہیں بڑے اچھے طریقے سے معاملے کو حل کر سکتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ سب سے بہترین role اس وقت علماء کرام ادا کر سکتے ہیں ہمارے مشترک بھی ہیں ہمارے ایم پی ایز بھی ہیں باقی قوم پرستوں کو اگر آپ سمجھتے ہو یہ اچھوت یہ ہیں ان سے بیٹھ کر بات کرلو۔ دیکھ تو لو کیا چاہتے ہیں آج جیسے سلیم کھوسہ صاحب نے کہا ہے کہ اس کے لئے ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں افہام و تفہیم کے لئے تیار ہیں لیکن بات کیوں اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ تمام نواب اکبرگٹی سے لے کر جو نیچے چھوٹے ساتھی ہیں ہمارے جو چھوٹے ہم و رکر ہیں ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ پر امن ہو اور اس میں امن اور شانستی اسی وقت آسکتی ہے کہ جب مرکز دچپی لے۔ ہمارے فنڈز کی بات ہے آپ خود دیکھ لیں کہ ہم ہمیشہ چیختنے پڑلاتے آرہے ہیں کہ اگر صوبائی خود مختاری ہمیں مل جاتی تو آج یہ مسائل نہیں ہوتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے کو اس کے حقوق دیئے جائیں یا عوام کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور جو مسائل ہیں وہ حل کرنے کیلئے میں آپ کے توسط سے ایوان سے یہ بات کروانا چاہتا ہوں کہ آپ اسی ہمارے ایوان میں سے ایک با اختیار کمیٹی تشکیل دیں جو با اختیار ہو جام صاحب موجود ہیں جام صاحب اُسکے چیئرمین ہوں اور با اختیار ہوں اور مرکز سے اپنے اختیارات لیں تاکہ جو فیصلہ جام صاحب کریں باہر کا کوئی آ کر بات کرتا ہے اُس کا effects نہیں ہوتا۔ ہم لوگ جو یہاں کے لوگ ہیں ہم زیادہ بہترین role ادا کر سکتے ہیں اس صوبے کو امن کا صوبہ بنانے کیلئے۔ افغانستان یا ایران سے جو لوگ آج انڈیا کے ذریعے وہاں پر ہمارے امن کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ راستے روک جائیں اور آج جو پہاڑوں پر گئے ہوئے ہیں جو بچے در بدر ہیں جو یتیم ہو رہے ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں اور پہاڑوں میں توابھی بھی سردی ہے آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا علاقہ ٹھنڈا علاقہ ہے یہاں پر آج بھی وہی problems ہیں۔ تو ہماری گزارش ہے آپ کے توسط سے اپنے اس ایوان کے

تو سط سے کہ اللہ اس بات کو اتنا ہلکا نہ لیں کہ بھتی یہ گولی چل گئی چار آدمی مر گئے پھر وہی ہو جائیگا۔ یہ کوئی ایک گروہ نہیں ہے پہاڑوں میں اگر یہ لوگ چلے گئے ہم لوگ چلے گئے تو ہمارے لئے problem ہو گا ہمارے پھوٹوں کیلئے problem ہو گا ہمارے اس شہر میں آنے والے مہماں جو باہر سے آتے ہیں ان کیلئے problem ہو گا۔ تو ہماری گزارش ہے کہ صوبائی گورنمنٹ اس میں دلچسپی لے۔ از خود یہاں کی ایجنسیوں کے ساتھ رابطے کرنے کی بجائے اپنے لوگوں سے رابطے کریں اور اس کا حل ڈھونڈیں۔ یہاں تمام سیاسی جماعتیں بلوچستان میں موجود ہیں تو اُس کا حل ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اور کیسے اس کو آگے لے جاسکتے ہیں۔ مرکز سے اختیارات لیں۔ جام صاحب لیں اور گورنر صاحب لیں۔ مولانا واسع صاحب ہیں ہمارے دیگر علماء کرام، ہمارے دیگر پارٹیوں کے ساتھی، مسلم لیگ کے ساتھی اور یہ تمام مل کے اس معلمے کو solve کر سکتے ہیں۔ جناب والا! آپ سمیں ہم role ادا کر سکتے ہیں۔ آپ کے توسط سے یہ تمام باتیں حل ہو سکتی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب سردار اختر جان مینگل والے مسئلے کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی، کمیٹی گئی اور انہوں نے ان کو اختیار دیا کہ جا کر کے فیصلہ کریں۔ وہ بعد میں ہماری کوتاہی ہے کہ اُس کو انجام تک نہیں پہنچا سکے۔ لیکن کوشش یہ ہوئی چاہیئے کہ آپ کے توسط سے اس ایوان سے ایک کمیٹی بنائی جائے جو با اختیار ہو، جس کو مرکز بھی اختیار دے اور نواب اور سردار اور ہماری سیاسی جماعتیں بھی ان کو اختیار دیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ سردار ثناء اللہ زہری صاحب۔ (مداغلت)

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس پر ہم بھی بولنا چاہتے ہیں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ سمیں مسئلہ یہ ہے کہ اسی مسئلے کی وجہ سے تو چار دفعہ سمبلی کے اجلاس کو ملتوی کرایا انہوں نے۔ آئین کی violation اسی مسئلے کی وجہ سے کی انہوں نے کہ ایک سو بیس دن کے اندر انہوں نے بلا نا تھا اور ایک سو پچاس ساٹھ دن ہو گئے۔

جناب اسپیکر: لانگو صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں؟

اختر حسین لانگو: جی! جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: آپ کیلئے پانچ منٹ ہیں لیکن غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہو گا۔ صحیح تقریر کریں آپ کے پاس

پانچ منٹ ہیں۔

اَخْرُّ حُسْنِ لَانِجُو: اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! آج جو مسئلہ اسوقت بلوچستان میں چل رہا ہے جو کہ ایک فوجی آپریشن یا کہ فوجی ظلم اور جبرا نام اسکو ہم دیں گے۔ اصل میں جناب اسپیکر! ہم اس مسئلہ کی تہہ کوڑا ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ یہ 57 سالوں میں پانچویں فوجی آپریشن ہے 57 سالوں میں پانچ مرتبہ بلوچ قوم کا قتل عام کیا گیا۔ جناب اسپیکر! اصل مسئلہ ہے یہ سرز مین۔ اس سرز مین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے وہ معدنی دولت ہے۔ جن پر پاکستان کے ان فوجی حکمرانوں سے پہلے انگریزوں کی نظر تھی اور انگریزوں کے خلاف بھی سو سال تک بلوچ اقوام لڑتی رہیں۔ اُن کو اپنی سرز مین سے نکالا، یہ ملک بننا اور شروع دن سے انہی وسائل پر ان کی نظر تھی۔ انہی وسائل کو لوٹا چاہ رہے تھے۔ جس کے لئے resistance بلوچستان میں شروع ہوئی 1948، 1958 یہ تسلسل چلتا رہا اور آج یہ جنگ ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! نہ یہ جنگ تین سرداروں کی ہے، نہ یہ جنگ کسی دہشت گرد کی ہے اور جس طرح کشمیر میں حریت پسند اپنے حقوق، اپنے حق خود ارادیت کیلئے لڑ رہے ہیں اسی طرح بلوچستان کے وہ فرزند اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم اس ملک کو توڑنے کی طرف نہیں جا رہے ہیں جناب اسپیکر! نہ بگالیوں کے ذہن میں اس ملک کو توڑنا تھا۔ وہ بھی اپنے وہ بنیادی جمہوری حقوق مانگ رہے تھے کہ اکثریت اُن کی ہے اُن کو حکومت بنانے کا موقع دیا جائے۔ اسی ضد، اسی جہالت اور اسی ہٹ دھرمی نے بگال کو پاکستان سے الگ کر دیا۔ آج پھر اسی جہالت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ قوموں کے ساتھ جو وعدے کیئے گئے تھے اس ملک میں شامل کرنے کے لئے اگر اول روز سے وہ وعدے پورے کیئے جاتے آج تو ملک اس جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا جہاں آج کھڑا ہے۔ آپ نے اس ملک کی حیثیت کو اتنا بگاڑ دیا جناب اسپیکر! کہ پریزیڈنٹ بُش کا دورہ خواہ وہ اُس کو وہ کوئی بھی نام دیں وہ اس ملک کے حکمرانوں کے مُنہ پر طما نچھے تھا۔ کئی دنوں تک اُن کے بیانات آتے رہے اُس دورے کی justification کیلئے۔ اٹلیا کے ساتھ جا کے اُس نے معاهدے کیئے، آپ کے ساتھ آکے اُس نے آپ کے بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلا اور چلا گیا۔ تو جناب اسپیکر! اس ملک کو ہم نے خود اس جگہ پر لا کے کھڑا کر دیا۔ آج بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ مسئلہ اسکو

سنجیدگی سے اسکواہیمانداری سے حل نہیں کر دیا گیا۔ اور اگر آج بھی اُس نوروزخان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اُسی طرح دغا کیا گیا۔ جناب! وہ ہمارے بزرگ ہیں ہمیں اُن پر فخر ہے۔ اُن کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا اگر اُسی طرح وعدوں پر وعدے کئیے گئے اور اگر اُن کو توڑا گیا تو پھر میرے خیال سے ہم سب کو پچھتاوے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آیا گا۔ جناب اسپیکر! recently یہ جگہ جو شروع ہوئی ہے اُس سے کچھ مہینے پہلے آپ کی اسی اسمبلی کے فلور پر جس دن بمباری شروع ہوئی تھی نواب صاحب کے قلعے پر ہم نے احتجاج کیا تھا آپ نے اسمبلی اجلاس مؤخر کروایا تھا اُس پر بات چیت ہوئی۔ نواب صاحب کے ساتھ چوہدری شجاعت اور مشاہد حسین کے مذاکرات چلے۔ نواب صاحب کے وہ جو مورچے تھے اُن کو خالی کروایا گیا۔ نواب صاحب نے سمجھا کہ شاید اب یہ لوگ سُدھر گئے ہیں اور اپنی بات پڑھ لیں گے۔ جناب اسپیکر! آپ نے دیکھا کہ کچھ ہی دنوں ہی کے بعد جو مورچے نواب صاحب کے بندوں نے خالی کیئے تھے اُن پر انہوں نے ایف سی لاکر بٹھا دیا اور کچھ ہی مہینے بعد دوبارہ نواب صاحب کے گھر پر نواب صاحب کے قلعے پر انہوں نے دوبارہ فوج کشی شروع کی اور نواب صاحب کو اس پیرانہ سالی میں علاقہ بدر ہونے پر مجبور کیا۔ جناب اسپیکر! ہم جمہوری لوگ ہیں، چونکہ ان اسمبلیوں کی کوئی وقعت نہیں رہی اور آپ نے دیکھا کہ اس دفعہ کے جزء مشرف کے دورے میں بھی، یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی پر اور یہاں کی حکومت پر عدم اعتماد ہے کہ انہوں نے direct جو ناظمین کا ایک اپناؤں لہ بنایا تھا ایک team بنائی تھی اُن کے ذریعے development کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اب یہاں مسئلے کا حل نہیں ہے، ہم نے جلسے جلوس شروع کیئے اور ہم اپنے لوگوں میں گئے۔ انتر مینگل کے خلاف اُن کے ساتھیوں کے خلاف جس طرح مستوگ اور قلات کے جلسے کیئے اور اُن جلوسوں کی پاداش میں اُن پر غداری کے مقدمات قائم کیئے۔ جناب اسپیکر! اسی اسمبلی فلور میں اس سے پہلے بھی ہم نے نشاندہی کی کہ اُن کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔ نہ ہم اُن کے ایف آئی آر ووں سے ڈرے اور نہ ہی ہم اُن کے ان ایف آئی آر ووں سے ڈرتے ہیں۔ دو تاریخ کو پھر ہم انہی سڑکوں پر نکل رہے ہیں۔ جنہوں نے ایف آئی آر ک درج کی ہے وہ گرفتار کر کے دکھائیں۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: مہربانی۔ لانگو صاحب آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔ آٹھ منٹ لئے۔ ابھی آپ کے سارے ساتھی

بیٹھے ہوئے ہیں بڑے بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ ان کو ٹائم دیدیں۔ جی سردار ثناء اللہ زہری صاحب۔

اختر حسین لانگو: جناب اپسیکر! میں صرف دو باتیں آپ کے سامنے مزید کرتا چلوں۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپلی اپسیکر): جناب اپسیکر! انہوں نے غیر پاریمانی الفاظ نہیں کہے ہیں ایک منٹ

ان کو دیدیں۔

جناب اپسیکر: جی۔ چلیں ایک منٹ۔

اختر حسین لانگو: جناب اپسیکر! آج آپ نے note کیا ہو گا کہ میں نے کوئی غیر پاریمانی الفاظ نہیں

کہے ہیں۔

جناب اپسیکر: ایک منٹ۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپلی اپسیکر): جناب! ایک منٹ بول لیں۔ ایک منٹ میں غیر پاریمانی بول لیں۔

اختر حسین لانگو: جناب اپسیکر! بھوتانی صاحب کا ٹائم بھی آپ مجھے دیدیں مہربانی ہو گی۔

جناب اپسیکر: نہیں۔ چلو نادیں ایک منٹ ہے آپ کے پاس۔

اختر حسین لانگو: جناب اپسیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان مسئللوں کا حل یہ نہیں کہ آج ہم مذاکرات کریں دو دن

کیلئے جنگ بندی کریں اور دو دن کے بعد پھر لڑنے کیلئے بیٹھ جائیں۔ مناسب یہی ہو گا اس ملک میں ایک

نیا آئینی ایک عمرانی معاهدہ ہو، قوموں کے ساتھ جو وعدے کیئے گئے تھے ان کو خود مختاری دی جائے۔ ان

کے حقوق، ان کے وسائل، ان کی سر زمین پر ان کو اختیار دیا جائے تبھی یہ مسئلے حل ہوں گے نہیں تو ہر دس

سال بعد ہر پندرہ سال بعد حریت پسند اٹھیں گے اپنے حقوق کی جنگ لڑیں گے خواہ وہ جمہوری جنگ ہو۔

اگر مجبور کیا گیا سارے راستے بند کر دیئے گئے جس طرح آج پہاڑوں پر حریت پسند چڑھے ہیں کل پھر

چڑھیں گے۔

جناب اپسیکر: مہربانی لانگو صاحب۔ سردار عظیم! ابھی میں مجید خان صاحب سے پوچھ لیتا ہوں کہ آپ کو

ٹائم دیدیں یا نہیں۔ لیکن آپ نے جو کہا تھا کہ ہم نہیں لیں گے۔ (مداخلت) نہیں دیکھیں مجید خان

no, no, no, no. آپ بتاویں۔ سردار عظیم صاحب میں خصوصی آپ کے ساتھ رعایت کرتا ہوں پانچ

منٹ آپ کو دیتا ہوں۔ صرف پانچ منٹ۔ پانچ منٹ میں اگر آپ ختم کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر
ٹائم نہیں دوں گا۔ چلیں پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس۔ جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! تحریک التوانہ نمبر 1 پر آپ نے مجھے ایوان میں بولنے کا
موقع دیا جناب اسپیکر! کہتے ہیں کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اختصار
سے بات کروں گا کیونکہ میرا ٹائم بہت کم ہے چار فوجی آپریشن یہاں پر ہوئے ہیں ہمارے صوبے میں
جناب اسپیکر صاحب! جزل پرویز مشرف نے یہاں پر چاروں فوجی آپریشنوں پر معافی مانگی اس کے بعد
اس نے یہ غلطی کی کہ خود آپریشن کا آغاز کیا دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! مشرف ایسے
ایجندے پر عمل پیرا ہے جیسے ملک ٹوٹنے کا خطرہ ہے ہم ملک کو توڑنا نہیں چاہتے ہیں یہ ملک پڑھانوں
، بلوچوں، سرائیکیوں اور سندھیوں نے بنایا ہے ہم اس کے محافظ ہیں وفادار ہیں تیسرا بات یہ ہے کہ جو
علاقے ہمارے وسائل معد نیات کو قدرتی وسائل جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں بلوچ ایریا میں اور پشتوں
ایریا میں ایک دفعہ تو یہ فوج کے ذریعے اس پر قبضہ کر لینے اگر فوج ناکام ہو جائے فوج کی مزاحمت ہو جائے
فوج کو قتل کیا جائے لڑائیوں میں تو پھر لیویز کو ہٹا کر پولیس کے ذریعے ہمارے علاقے کے وسائل کو قبضہ
کیا جائے گا۔ یہ ایجندہ ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم کسی بھی صورت میں اپنے وطن کے وسائل پشتون اور
بلوچ ایریا کے وسائل کو چاہے ہماری زندگیاں چھینی جائیں چاہے ہمارے بچے چلے جائیں ہم کسی کو قبضہ
کرنے کی اجازت نہیں دینے گے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے رہبر کا قصور یہ ہے محمود خان اچکزی کا خان
عبدالصمد خان اچکزی کا اسی وجہ سے بموں سے شہید کیا گیا کہ وہ یہ وسائل کسی کو دینا نہیں چاہتے تھے
جمہوریت کی بحالی کے لئے انہوں نے 32 سالہ زندگی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں جناب اسپیکر!
محمود خان اچکزی پر 1983 میں گولیاں چلائی گئیں ہمارے چار پانچ کارکن شہید ہوئے جناب اسپیکر!
آپ کو معلوم ہے ہمارا کیا قصور ہے پشتون آباد میں ہمارے ساتھ فوجیوں نے جو کیا آپ سب کے سامنے
ہے ہمارا کیا قصور قتل بھی ہمیں کیا گیا اور ہم پر جھوٹ مقدمات بھی بنائے گئے باڑہ کو لے لیں پشتون ایریا
میں جناب اسپیکر صاحب! باڑہ میں ولی خان کے جلوس پر گولیاں چلائی گئیں قیوم خان نے چلائے لیاقت
باغ ولی خان کے کارکنوں کو جناب اسپیکر صاحب! گولیوں کا نشانہ بنایا گیا یہاں کوئی میں ظریف شہید کو

انہوں نے شہید کیا گولی سرکار سے کام نہیں بننے گا جناب اپسیکر صاحب! وہ وسائل ہیں خدا نے ہمیں دیے ہیں وہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں ورنے میں چھوڑے ہیں ان پر اگر ہمارے خون کو بہایا جائے ہم اپنے وسائل کسی کو دینے کو تیار نہیں ہیں نفرتیں خود فوجی پیدا کر رہے ہیں بیڑہ غرق کیا ہے فوجوں نے اس ملک کا جناب اپسیکر! نواز شریف نے 2B-58 کو ختم کیا بہت اچھا کام اس نے کیا ہم اس کو داد دیتے ہیں کہ انہوں نے 2B-58 کا منہ کالا کیا اور جمہوریت کو بحال کیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب اپسیکر صاحب! کہ ہمارا ایک ایم اے کے ساتھیوں سے گلہ شکوہ ہے۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: آپ کاظم پورا ہے۔ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ شروعی صاحب آپ بولنا چاہتے ہیں؟
حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ (عربی) جناب اپسیکر صاحب! اس پر اتفاق ہے پورے ہاؤس کا بلکہ بلوچستان کے تمام عوام کا اتفاق ہے کہ حالات برابر نہیں ہیں صوبے میں پریشانی ہے اس پر تو سب کا اتفاق ہے البتہ مسئلے کا حل کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ نفرتیں پھیلانے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے کہ (عربی) ہمارے جزئی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے بلوچستان میں ترقیاتی منصوبے شروع کیے ہیں ہم ان منصوبوں کا خیر مقدم کرتے ہیں چھوٹے منصوبے ہو یا بڑے لیکن ہمارے مسئلے کا حل قرآن کریم کہتا ہے یہ نہیں ہے (عربی) اپنے حبیب کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جناب محمد ﷺ کو اگر پوری دنیا کے خزانے آپ خرچ کر دیں لوگوں کے دلوں کو آپ قریب نہیں لاسکتے ہیں یہ اللہ کی مہربانی سے قریب آتے ہیں جو تم شدہ متاع ہے ہمارا میں اس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں نہ صرف یہاں کے احباب کو بلکہ میں آپ کے توسط اسلام آباد کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ملک جس مقصد کے لئے بناتھا آپ نے وہ مقصد کھو دیا پاکستان کا مطلب کیا آللہ اللہ وہ آللہ اللہ آج نہیں ہے اسلامی نظام نافذ ہے؟ اس کی سزا ہمیں مل رہی ہے پورے ملک میں اور آج ہمارے مسئلے کا حل بھی یہ ہے ہمارے مسئلے کا حل اسلامی نظام کا نفاذ ہے اخوت و محبت پھیلانا ہے پنجابی ہے، پنجان ہے، بلوچ ہے، سندھی ہے اور اردو بولنے والا ہے کوئی بھی ہے ہم سب نے پاکستان کو کم کر بنایا تھا ہم سب بھائی ہیں ظالم اور مظلوم کی آپ بات کریں جہاں پشتون اور بلوچ کے صفوں میں مظلوم موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ پنجابیوں کے صفوں میں بھی مظلوم موجود ہیں جہاں ان کے صفوں میں ظالم موجود ہیں ہمارے صفوں میں

بھی ظالم موجود ہیں پہلے ہم نظر گاتے تھے کہ جی بلوجستان کو لوٹ لیا پنجابیوں نے آج میں دیکھتا ہوں چاروں طرف اپنے بھائیوں کو دیکھتا ہوں بلوج کو دیکھتا ہوں، پنجان کو دیکھتا ہوں وہ اللہ سے نہیں ڈرتا وہ رشوت بھی لیتا ہے وہ ناجائز بھی کرتا ہے وہ مظلوموں کو دباتا ہے خدا کا خوف کرنا چاہیے ہمیں، ہم مسلمان ہیں اور یہ پاکستان تمام مسلمانوں کا ہے اور ہماری جو قلیقیں ہیں (غیر مسلم) ان کو بھی قرآن اور سنت نے ہمارے آئین نے اس کے حقوق کو بھی تحفظ دیا ہے اس ملک میں اور بطور خاص بلوجستان میں مسائل ہیں دو طرفہ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں میں دونوں کی مذمت کرتا ہوں اگر پاک آرمی کی طرف سے زیادتی ہو رہی ہے اس کی بھی مذمت کرتا ہوں اور اگر اڑھ کے یہاں بسوں میں ٹرینوں میں کئی اور مظلوم اور بیگناہ لوگوں کو مارتا ہے یہ علمبردار بنتا ہے حقوق ہیں میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف سے غلطیاں ہوئی ہیں دونوں اللہ سے معافی مانگیں اور دونوں کو غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہیے یہ ہمارا موقف ہے اور یہی مسئلہ کا حل ہے۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ رحمت علی بلوج صاحب پانچ منٹ ہے آپ کے پاس۔ پانچ منٹ ہے مطلب وہ مقصد کی باتیں کریں پانچ منٹ میں ہو جائیگا۔

رحمت علی بلوج: جناب اسپیکر! آج جس اہم مسئلے پر معزز دوستوں نے جس انداز میں بحث کی میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر بحث کے لئے ٹائم limit ہونا نہیں چاہیے تھا لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹائم کی کمی ہے میں پتہ نہیں کس سرے سے شروع کروں اگر بلوجستان کے حالات کو دیکھ لیں اس ملک میں 58 سال سے جو ظلم زیادتی اور جو حق تلفیاں جتنے اقوام کی ہوئی ہیں جتنے اقوام یہاں آباد ہیں تو میرے خیال میں اس میں مہینے نہیں سال لگتے ہیں لیکن یہاں پر بات یہ آئی ہے کہ بھروسہ اعتماد اور ہم سب بھائی بھائی ہیں جناب والا! اگر ہم دیکھ لیں حقیقت پسندی کا مظاہرہ کریں تو 58 سالوں میں بلوجستان کے عوام نے انہی الفاظ کو کہ ”ہم سب بھائی بھائی ہیں“ اس کی روایت کو برقرار رکھا اور بھائی چارے کی فضاء کو بلوجستان کے عوام نے پیدا کیا ہے اس ملک میں یہاں پر جو بالادست قوت ہے یہاں پر وہ لوگ ہیں جو اداروں کے کنڈھوں پر سیڑھیاں لگا کر اقتدار حاصل کرتے ہیں ان لوگوں نے کیا دیا ہے صرف یہاں کے عوام کو یہاں کے جمہوریت پسند ترقی پسند لوگوں کو وعداری کے سرٹیفیکٹ دیے ہیں اور کچھ نہیں کیا ہے لیکن میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے زبردستی یہاں پر اقتدار پر قابض ہو کے ترقی پسند لوگوں کو جواپنے

حقوق کی بات کرتا تھا جو اپنے قومی شخص کی بات کرتا تھا جو اپنے وجود کی بات کرتا تھا ان کو سرٹیفیکٹ دیے ہیں سب سے بڑا غدار وہی ہے جو یہاں کے عوام کو یہاں کے لوگوں کو یہاں کے سیاسی قد آور شخصیت کو یہاں کے جمہوریت پسند امن پسند لوگوں کو غداری کا سرٹیفیکٹ دیتا ہے جناب والا! اگر ہم دیکھیں آج اس اہم مسئلے پر 58 سال کے بعد آج بلوجستان کی مٹی ان شہیدوں کے خون سے سرخ ہو گئی ہے بلوجستان کے ہر کوئی نے میں جائیں یہ مٹی اسی طرح سرخ ہو گئی ہے ان شہیدوں کے خون کی بوآ رہی ہے جو معصوم اور بیگناہ عورتوں اور بچوں کا خون جو سمندر کی طرح بہایا جا رہا ہے لیکن پھر بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے کچھ دوست با اختیار اداروں کے بغیر میں بیٹھ کر اس طرح کے اسٹینٹ جاری کرتے ہیں اس طرح کے اخباری بیانات جاری کرتے ہیں کہ یہاں پر ترقی مخالف ہیں لوگ یہاں یہ لوگ ترقی نہیں چاہتے ہیں یہ لوگ امن و امان کو خراب کر رہے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں ان لوگوں سے آیا بلوجستان کے ہر کوئی نے میں آپ لوگ جائیں کیوں نہیں جا رہے ہیں آپ پر لیں کلب جتنے ہے اس ملک میں کراچی کلب کے سامنے کوئی پر لیں کلب کے سامنے اسلام آباد میں جن ماں نے، جن ماں کی چیخ و پکار آج بلوجستان کے کوئی کوئی نے میں چیخ رہی ہے کہ ہمارے بچوں کو معصوم بے گناہ لوگوں کو عقوبت خانوں، نامعلوم جگہوں پر کیوں بند کر رکھا ہے آیا یہ کوئی محبت ہے یا نفرت ہے ہم اس سے کیا اخذ کرنا چاہتے ہیں آیا یہ کوئی ترقی ہے کہ آج ڈاکٹر حمید شریف جیسا ایک ڈاکٹر ہے گورنمنٹ ملازم ہے اس کا قصور یہ ہے کہ وہ کالم لکھتا تھا اور کتاب لکھتا تھا اس کو اداروں کے بندے اٹھا کر لے گئے 28 دن سے اس کی ماں اس کا باپ بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن یہی ہمارے لوگ جو ترقی مخالف کا نعرہ لگا کر لیکن اس طرح کے غریب لوگوں یہاں کے عوام کو پوچھتے نہیں ہیں کہ آپ کس لئے بیٹھے ہیں آٹھ مہینے سے اصغر نگرانی کے بچے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کوئی ان کا پرسان حال کے لئے نہیں جاتا ہے اگر وہ جاتے اور یہی معدربت کرتے کہ ہمارے پاس اختیارات ہی نہیں ہیں اگر ہم حقوق کی بات کر رہے ہیں جناب والا! اگر ہمارے دوست ترقی کی بات کر رہے ہیں وہ ایمانداری سے کہیں کہ یہ ایک عوامی عدالت ہے یہاں ایمانداری سے بات کرنا پڑیگا اور ایک ذمہ دار فلور ہے آیا آپ لوگوں کو اختیارات ہیں کہ آج بلوجستان میں بلوجستان کے لوگ یہ چار ہے ہیں کہ ہمیں روٹی دے دو ہمیں گولی دی جا رہی ہے بلوجستان کے لوگ یہ چار ہے ہیں کہ

ہمارے صوبے سے جو وسائل نکل رہے ہیں ہمیں وہ دے دو وسائل کو لوٹ کر ہم پر بمبار منٹ کی جاری ہی ہے لیکن ہم دنیا میں دیکھیں دوسرے ملکوں کو دیکھیں کہ انڈیا میں چچاں سالوں سے کشمیری جو مجاہدین ہیں ہیں جو حریت پسند ہیں وہ جدو جہد کر رہے ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے آج تک انڈیا کی آرمی نے (F-16) طیارے استعمال نہیں کئے ہیں ان پر کوبرا ہیلی کا پڑا استعمال نہیں کئے ہیں فاسفورس بم استعمال نہیں کئے ہیں چشمتوں کے پانی میں زہر ڈالنہیں گیا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں انسان کی حیثیت سے شمار نہیں کیا جاتا ہے یہاں پر اس لئے کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ اس سرز میں کو قدرت نے جو وسائل سے مالا مال کیا ہے دنیا کی جن ملکوں میں جو وسائل نکلتے ہیں بلوچستان کی سرز میں میں ہیں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ وسائل یہاں کے عوام کے لئے یہاں پر خرچ ہوں جو ہمارے دوست آج اقتدار میں بیٹھے ہیں جو حکمرانی کر رہے ہیں ان کے لئے بھی ہیں نواب بُکٹی نے کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ صرف بُکٹی قوم کے لئے یا میرے لئے سردار عطاء اللہ نے کبھی یہ بات نہیں کہی ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں جناب والا! کہ اگر میگا پراجیکٹ کو ہم دیکھ لیں اگر اس کی ہم بات کرتے ہیں پھر بھی ہمیں کہتے ہیں آپ لوگ ترقی مخالف ہیں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹائم پورا ہوا، ٹائم پورا ہوا رحمت علی صاحب، نہیں ٹائم پورا ہوا، ثمینہ سعید، OK رحمت علی صاحب ٹائم پورا ہوا مہربانی OK مہربانی، یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہوگا۔ آپ بغیر اجازت کے بول رہے ہیں یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے، جی ثمینہ مختصر ٹائم، Ok جی آپ شروع کر دیں، مہربانی جی۔

محترمہ ثمینہ سعید بسم اللہ الرحمن الرحيم، جناب اسپیکر! آج جو یہ تحریک التواء پر بحث جاری ہے بہت ہی ہم ہے اور صوبہ بلوچستان کے حوالے سے بھی کریمہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو تم سے تھکے ان سے جوڑو کہ جیسے شروعی صاحب نے بھی قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو اور جو اس چیز کا نتیجہ نکلا کہ اسلامی نظام اور اسلامی شریعت اور اسلامی نظام حکومت جس کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اور مذینہ کی ریاست کے بعد پاکستان ایک پہلی ریاست تھا جو کہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے نام پر قائم کیا گیا آج اسی ملک کا ایک حصہ صوبہ بلوچستان جہاں پر بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں وہ چاہے وہ لوگ ہوں جو ان پر کارروائی کر رہے ہیں ان کا بھی نقصان

ہور ہا ہے اور جو لوگ بے گناہ ہیں جس میں عورتیں بچے بھی شامل تھے یہ انتہائی افسوس کی بات ہے اور ہمارا موقوف یہ ہے کہ شرپسندوں کی حمایت ہم نہیں کرتے لیکن حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ اس کشمکش کو ختم کرے کیونکہ اس کشمکش کا اثر صرف ڈیرہ بگٹی تک نہیں بلکہ پورے صوبہ بلوچستان میں ہو رہا ہے اور لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں ٹرینوں کے اندر جو حالات ہیں لوگوں کے گھروں میں جو بم چینکے جاری ہے ہیں وہ سب اسی کی ایک کھڑی ہے لیکن جناب اپنیکر! جو صورتحال یہاں پر اس وقت جاری ہے اس کے حوالے سے ایک ثابت بات جو کہ وزیر خزانہ نے کہی اور جو کہ یہاں پر فیصلہ کیا گیا کہ حکومت اور اپوزیشن جو ہے وہ مل کر یہ جو کشمکش ہے اس کو ختم کرنے کے لئے اپنا کوئی کلیدی کردار ادا کریں تو یہ ایک بہت ہی خوش آئند بات ہے اور ہم سب اس سلسلے میں دعا گو ہیں کہ اللہ ان کو کامیاب کرے کیونکہ بلوچستان کے مسئلے کا حل یہی ہے کہ اس کو نہایت افہام و تفہیم کے ساتھ حل کیا جائے کیونکہ یہاں پر صرف بلوچ عوام ہیں بستے بلکہ پنجاب، پنجابی اور اردو سپلینگ سب لوگ یہاں کے رہنے والے ہیں اور جن لوگوں کو یہاں کا سیپلر کہا جاتا ہے پیش ان لوگوں نے بھی بلوچستان کے لئے بہت سی خدمات دی ہیں بہت سی قربانیاں ان لوگوں نے بھی یہاں کے لوگوں کے لئے پیش کی ہیں ان کی قربانیوں کو نہ بھلایا جائے اور یہاں میں سردار صاحب کی ایک بات کا بھی جواب دینا چاہوں گی کہ ایم ایم اے کی سپریم کنسل کا مطالبہ بھی یہی ہے کہ بلوچستان اور روزبرستان میں ہونے والے آپریشن کو بند کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کہیں کسی جگہ پر بھی جو شرپسند لوگ ہیں جو شرپھیلانے والے ہیں جو بھائیوں کو آپس میں لڑانے والے لوگ ہیں ان کی ہم مخالفت کرتے ہیں اور ہم حکومت سے یہ مطالبة کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو بے نقاب کیا جائے ان لوگوں کو ملاش کیا جائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو صوبے کی پر امن فضاء کو اخوت کو محبت کو مساوات کو بھائی چارے کو خراب کرنا چاہتے ہیں جناب اپنیکر! آپ ہمیشہ ہمیں خاص کر خواتین کو بہت کم ملائم دیتے ہیں اور بولنے نہیں دیتے ہم یہاں پر بیٹھ کر آپ لوگوں کی آپ سب ممبران کی بات سننے ہیں ہمارا بھی حق ہے کہ جب کوئی مسئلہ ہوتا ہے ایک اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے ہمیں بھی اس فلور پر بولنے کا وہی حق ہے جتنا کہ ہمارے بھائیوں کو ہے اس کے ساتھ یہ بات جو ہے کہ اس بلوچستان کی جو صورتحال ہے جو یہاں پر کشمکش جاری ہے اس میں صرف مرد متاثر نہیں ہو رہے ہیں بلکہ خواتین بھی متاثر ہو رہی ہیں اور پورے بلوچستان

کے اندر ایک بہت ہی عدم اعتماد کی اور لوگوں کے اندر خوف کی فضاء ہے تو ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے اور میری آپ لوگوں سے یہ گزارش ہے کہ یہاں کے جو سردار بیٹھے ہیں جو ہمارے ایم ایم اے کے لوگ بیٹھے ہیں علماء کرام بیٹھے ہیں ان کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس دنیا کے بعد وہ جہاں بھی ہے۔ ہمیں فنا بھی ہونا ہے وہاں ہم نے جواب دینا ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کے لئے کیا کیا اور جو پر امن فضاء کو قائم کرنے کیلئے کیا کیا اور اس کشمکش کو ختم کریں۔

سردار شناع اللہ زہری: آپ کے جتنے بھی مطالبات ہیں جناب اسپیکر! اس کے علاوہ نواب نوروز خان زرک زئی کو قرآن پاک کا واسطہ دیکر کہا گیا کہ آپ پہاڑ سے نیچ اتریں اور آپ اپنے آدمیوں کو کہیں کہ وہ بھی پہاڑ سے نیچ اتریں آپ کے جتنے بھی مطالبات ہیں وہ ہم ماننے کے لیے تیار ہیں آپ آئیں اور ہمارے ساتھ بات کریں جب نواب نوروز خان اور اس کی فورس جب قرآن پاک کی عزت کی خاطر پہاڑوں سے نیچ اترے اور ان کو منتیں کی گئیں تو ان کو انہی فوجیوں نے حرast میں لیکر حیدر آباد جیل منتقل کیا۔ سکھر جیل میں منتقل کیا گیا اور حیدر آباد میں ٹریبونل بنایا گیا اور وہاں پران کے اور ان کے رفقاء کو چنانسیاں دی گئیں، ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ آج حالات یہاں کچھ اور بنتے جا رہے ہیں اور وہی چیز دوبارہ دھرائی جائے یا وہی چیز یہاں پر دوبارہ کی جائے جس طرح اکبر جان نے کہا کہ اس پیرانہ سالی میں نواب اکبر خان بگٹی کو مجبور کیا گیا کہ نواب نوروز کی تحریک کو شروع کیا جناب اسپیکر 80 سال کی عمر میں نواب نوروز خان زرک زئی جس طرح اپنے حقوق کے لیے پہاڑوں کا رخ کیا اسی طرح آج نواب اکبر خان بگٹی بھی پہاڑوں کا رخ کیا ہے اور نواب صاحب کو نوروزی تحریک چلانے پر مجبور کیا گیا تو وہ مجبوری کی حالت میں پہاڑ پر گیا ہوا ہے جناب اسپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ نواب اکبر خان بلوجستان کے بلکہ پورے بلوجستان کے اس میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے آج انھیں اسکی ایمانداری کی سزا دی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر! جب پاکستان بنا تھا تو پاکستان کی معیشت بہت ہی کمزور تھی یہاں پر لوگوں کو کھانے کے لیے نہیں تھا یہی نواب اکبر خان بگٹی تھے گیس جیسے اللہ کی عظیم نعمت کو پاکستان پر قربان کر دیا سوئی کے علاقے سے اور جہاں سے بھی گیس نکل رہی ہے آج کے 7% پاکستان کے کھونے کھونے میں پاکستان کے چچے چچے میں گیس گئی ہے جو کہ بلوجستان کی گیس ہے نواب صاحب نے سب سے پہلے پہل کی نواب صاحب

خود بھی وفاقی منسٹر بھی رہے ہیں انہوں نے 52 میں خود آ کروہاں پاکستانی عوام کو پاکستانی حکومت کو کہا کہ آئیں آپ میرے علاقے سے گیس نکالیں اور پاکستان کی معیشت کو مضبوط کریں آپ کسی کو بھی یہ نہیں کہیں کہ کوئی غدار ہے یا آپ کسی کو یہ نہ کہیں کہ ہم اس کو دیوار سے لگائیں گے۔ یا ہم کسی کو کریش کر دیں گے جناب اسپیکر! اگر کریش کرنے کی بات ہے تو آپ مجھے ماریں گے میرا بیٹا میرا بھائی میرے لیے لڑے گا میرے بھائی کو اگر آپ ماریں گے میرے بھائی کے لیے میری قوم لڑے گی میری قوم کے اگر آپ لوگوں کو ماریں گے تو میرے لیے بلوج قوم لڑے گی آپ نے تو نواب نوروز خان اور ان کے فرزندوں کو تو چھانی دے دی لیکن نواب نوروز خان ایک تحریک بن گئے آج بھی لوگوں کے دلوں میں نواب نوروز خان زندہ ہیں یا نواب اکبر بگٹی کو کریش کریں گے آپ اگر نواب بگٹی کو مارنے کی کوشش کریں گے اس کا بیٹا اس کے لیے لڑے گا اس کا نواسہ اس کے لیے لڑے گا تو اس طرح سے یہ مسئلہ جو ہے وہ پیچیدگی کی طرف چلے گا اور نسل درسل یہ جو نفتریں ہے بڑھتی رہیں گی ہم سمجھتے ہیں کہ جو 58 سے لیکر آج تک نفتریں آ رہی ہیں ان تفرقوں کو اب ختم کرنے کی ضرورت ہے بلوج اپنے آپ کو بلوج تانی سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پاکستان کا حصہ ہیں اور پاکستان کے اندر رہتے ہوئے ہم اپنے حقوق کے لیے جدو جہد کرنا چاہتے ہیں اور ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان کو نقصان پہنچے ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان بلوج تان سے ہے اور بلوج تان پاکستان سے ہے اور اس وقت پاکستان کی خوشحالی بلوج تان سے وابسط ہے جناب اسپیکر! جہاں تک ترقی کی بات ہے ہم نے کبھی ترقی کی مخالفت نہیں کی جناب اسپیکر! 650 کلومیٹر کا کوٹل ہائی وے آپ نے بنایا ہم نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ کوئی ثبوت آپ لا کیں یا مجھے بتا دیں کہ کوئی سردار آیا یا اس کا آدمی آیا کہ جی مجھے بختہ دیں یا پیسہ دیں بلکہ دوسرا صوبوں میں چھوٹے گھر کے لیے بختہ لیا جاتا ہے جناب اسپیکر! 650 کلومیٹر کا کوٹل ہائی وے بنایا گیا ہم نے اس کی مخالفت نہیں کی گواہ روپرٹ بنائی گئی ہم نے اس کی مخالفت نہیں کی جناب اسپیکر! لیکن کچھ ہمارے ریز رویشن ہے جس پر ہم نے پارلیمانی کمیٹی کو اپنے نکات لکھ کر دیئے تھے ہمارے وہ ریز رویشنر ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ان مسئللوں پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور ان مسئللوں کو سنجیدگی سے لیا جائے یہی بات ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ ڈیڑھ سال پہلے اس بیلی کے اندر میں نے یہی کہا تھا کہ ان

مسئلوں کو خدا رنجیدگی سے لے لیں اور سنجیدگی سے بلوچستان کو حل کرنے کی کوشش کریں لیکن ہمارے دوستوں نے سنجیدگی سے ان باتوں کو نہیں لیا آج حالات اس نبھ تک پہنچ چکے ہیں اور میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہم روں ادا کرنے کے لیے تیار ہیں اور ہم بلوچ اب بھی point of no return پر نہیں گئے ہیں اب ہمیں دیوار کے ساتھ لگانے کی کوشش نہ کی جائے اب بھی حالات سدھر سکتے ہیں اور جو مقندر قوتیں ہیں وہ اس میں سنجیدہ ہیں۔ شکریہ جناب اپسیکر!

جناب اپسیکر: شکریہ مولانا واسع صاحب آپ بات کریں گے جی بولیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اپسیکر! آج جس تحریک پر بحث ہو رہی ہے اور اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے یہ تحریک التواہ آئی ہے وزیر اعلیٰ صاحب کے چیزیں میں جام صاحب اپوزیشن لیڈر کچل صاحب چیف آف جھالا و ان اور زیارت وال جودو تین دن مقاہمت کے لیے کوئی طریقہ نکالتا تو اس پر میں ان کا مشکلہ بھی ہوں اور اسکو مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں کیونکہ ہونا بھی یہ چاہیے کہ مسائل اور مسائل کا حل گفت و شنید اور افہام و تفہیم سے ہو اور اگر اس طرف کے دوستوں کی گالیاں دھمکیاں وغیرہ ہوں تو آئین کونہ ماننے والے اس قسم کی باتیں ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر مسئلے کا حل نہیں نکل سکتا ہے ہر ایک اپنے دل کا جوش اور ماحول کو جذباتی تو بنا سکتا ہے لیکن مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلے گا جناب اپسیکر! جہاں تک اس مسئلے کے اسباب اور یہ مشکلات کے اسباب جو کہ ہمارے دوستوں نے کچھ نشاندہی کی جیسے کہ زیارت وال صاحب نے چیف آف جھالا و ان اور ہمارے دوستوں نے کہ اس کے اسباب اور عوامل کیا ہیں تو جناب اپسیکر صاحب! اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ بلوچستان کے اندر محرومیت نہیں ہے اور نہ ان سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ بلوچستان کو 50 سال سے جو حقوق ملنے چاہیے تھے وہ اب تک ایک ہزار وال حصہ بھی نہیں ملا ہے۔ (ڈیک بجھائے گئے) لیکن اب اس مسئلے کا حل اور حق حاصل کرنے کا طریقہ کار جناب اپسیکر! اس پر اختلاف ہے جب یہاں ہمارے دوستوں سے اختلاف رائے یا جو ہمارے ذہن میں کوئی بات ہے کہ حق کے حصول کے لیے کیا کرنا چاہیے اگر ہم خود کہتے ہیں جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں اور اصول کی فلور کی باتیں کرتے ہیں تو اس فلور پر جو بھی شخص جس فورم کا رکن ہو تو اس کو آوازاٹھانا چاہیے جناب اپسیکر! ہمارے دوستوں نے کچھ باتوں کی نشاندہی کی، حقوق کے

حوالے سے بلوچستان کی گیس کی رائٹی کے حوالے سے بلوچستان ڈوپلمنٹ سرچارج کے حوالے سے بلوچستان کے ہر حوالے سے اور بلوچستان میں ایک بات جو چل رہی ہے کہ لیویز کو پولیس میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور مختلف ہمارے حقوق ملازمتوں کے حوالے سے۔ لیکن جناب اسپیکر! اگر ہمارے دوستوں نے ادھراس فلور پر آواز اٹھائی ہے تو ان کی یہاں تک یہ ذمہ داری ہے کیونکہ بات جب فلور پر آجائے تو اس کے لئے آواز بلند کرنا ان کی ذمہ داری ہے لیکن جناب اسپیکر! جو لوگ یہاں بلوچستان کے نمائندے ہیں وہاں ایکنک کی میٹنگ کے ممبر ہیں جو پرائم منسٹر کی سربراہی میں ہوتی ہے تو جناب اسپیکر! یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ان ارکان نے جو ہمارے بلوچستان کی طرف سے نمائندے ہیں چیف منسٹروزیر خزانہ پلانگ منسٹرانہوں نے وہاں اس فورم پر ایک ایک بات کو اٹھایا ہے اور پرویز مشرف صاحب جو جزل پرویز مشرف صاحب ہیں دنیا کہتا ہے صدر مشرف کے سامنے کوئی نہیں کہہ سکتا ہے تو انہی کے سامنے ہم نے مختلف میٹنگوں میں بلوچستان کے حوالے سے گیس رائٹی ڈوپلمنٹ سرچارج اور یہ جو ہمارے اوپر لیویز اور پولیس کا نظام مسلط کیا جا رہا ہے اس پر ہم نے بات کی اور ثابت انداز سے یہ بات ہوئی لیکن جناب اسپیکر! یہاں تک جب معاملہ اس طرح ہو تو پھر اس کے علاوہ ہمارے دوست حقوق کے حصول کے لیے اپنے طور پر ایک راستہ اختیار کر لیتے ہیں صوبے کے مفاد کے لیے صوبے کے عوام کے لیے اور اس کے مشعلوں کے لیے یہ مشکل کا باعث بنتا ہے تو جناب اسپیکر! اگر میں ان دوستوں سے ان سیاسی شخصیات سے ان قد آور شخصیات سے انہی سیاسی جماعتوں سے میری صرف یہی ایک بات ہے کہ ہم نے یہی کام کرنا تھا جو بھی ہو رہا ہے اور ہم یہ کام کریں تو بھی مشاورت سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ عام سیاسی عام اقوام اور ہمارے ہاں سیاسی شخصیات اور بڑے بڑے قد آور شخصیات بھی موجود ہیں چیف آف جھالاowan ہیں چیف آف ساراowan ہیں ہماری پشتون قوم کے جو بڑے بڑے سردار ہیں قومیت کے لحاظ سے بھی ہمارے ہاں بڑے لوگ موجود ہیں سیاسی جماعتوں بھی ہمارے ہاں موجود ہیں اور سیاسی قد آور شخصیات بھی ہمارے ہاں ہیں مولانا محمد خان شیرانی صاحب ہیں اور دوسری ہماری سیاسی شخصیات ہیں تو اس قسم کی اگر ہم نے یہی بات کرنی تھی اور حقوق کے حصول کے لئے ہم نے یہی راستہ اختیار کرنا تھا تو مشاورت سے ہونا چاہئے تھا تاکہ اگر یہ الگ الگ کام شروع کریں تو صوبے کے عوام کے لئے مشکل کے بغیر کیا ہو سکتا

ہے تو جناب اپیکر! افسوس اس بات پے ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے بلوچستان کے حقوق کے حصول کا طریقہ کار اختیار کرنا تھا یا ہم نے کسی کے ساتھ کوئی بھی ڈیل کرنا ہو تو ہم اگر ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو کر ایک دوسرے کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم بلوچستان کے حقوق حاصل کر لیں گے دوسروں کی خدمت جتنی بھی ہو جائے گی لیکن بلوچستان کے حقوق اس قسم کے الگ الگ حاصل کرنے کے لئے اگر میں اپنا قد بڑھانے کے لئے کرتا ہوں تو قد نہیں بلکہ میرے اور سب سیاسی شخصیات کا ایک ہی نکتہ پر اتفاق ہونا چاہئے کہ بلوچستان کے عوام کے حقوق کے حصول اور یہاں کی خوشحالی اور یہاں کے معاشرے کو خوش رکھنا ہے تو جناب اپیکر! جتنے بھی ہمارے بلوچستان کے پار لیمانی گروپ ہیں باقی ماندہ جو عوامل اور اسباب ہیں اس میں میں نہیں جانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ جو ہمارے افہام و تفہیم کا جو معاملہ ہے وہ اس طرح نہ ہو کہ ہم کوئی ایک سائیڈ پر چلے جائیں اور یہ ہمارا معاملہ خراب نہ ہو جائے تو ہم اس بات پر متفق ہو گئے اور میری رائے بھی یہی ہے اور میری تجویز بھی یہی ہے کہ یہاں جیسے کہ وڈھ کے معاملے کے لئے، وہاں وڈھ میں ایک معاملہ شروع ہو گیا اور وہاں کوئی جنگ اور اس قسم کے جنگی حالات تھے ہم خود وہاں جناب اپیکر! تو دونوں فریق کے مسلح ہزاروں لوگ مورچوں میں بیٹھے تھے لیکن ایک کمیٹی جو آپ کی سربراہی میں آپ کی موجودگی میں یہاں تشکیل دی گئی اور یہ کمیٹی جیسا کہ مولانا فیض محمد صاحب نے کہا کہ نیک نیتی کے ساتھ وہاں گیا اور انہوں نے وہاں جو گشت و خون کے جو حالات تھے اور جو آگ جل رہی تھی اس کو بجھا دیا تو یہ بڑی کامیابی ہوئی تو اگر خدا نخواستہ اگر یہ شروع ہو جاتا تو پھر مینگل قبیلے کے اندر کتنے نقصانات ہو جاتے تو جناب اپیکر! روزا ڈل سے ہماری یہی تجویز ہے کہ اس کے لئے بلوچستان اسیبلی کی ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے اور over all بلوچستان کے جتنے بھی حالات ہیں یہاں را کٹ باری ہو رہی ہے اس کا بھی جائزہ لیا جائے یہ کیوں ہو رہا ہے کیسے ہو رہا ہے یہاں جوفوج کشی ہو رہی ہے کیوں ہو رہی ہے کیوں اور کس وجہ سے ہو رہی ہے یہاں جو بم بلاسٹ ہو رہا ہے یہاں جو ستر ہمارے پنجابی بھائی قتل ہو رہے ہیں یہاں جو اس قسم کی نفرتیں پھیلائی جا رہی ہیں اور وہاں ڈیرہ بگٹی سوئی وہاں جوفوج کشی کی باتیں ہو رہی ہیں یہاں سارے حالات کا جائزہ لیں اور یہ معلوم کر لیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے اور اس کا حل کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ عمل ہو۔

جناب اپسیکر: مہربانی جناب مولانا صاحب!

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): اور وہاں سے جو شفیق احمد خان یا سردار شناء اللہ صاحب نے کہا کہ اس میں علماء کرام یعنی اس کے لئے ہم تو پہلے تیار ہیں اور ہمارے قائد مولانا شیرانی صاحب نے پہلے سے ایک بیان جماعت کا اجلاس کر کے جاری کر دیا کہ ہم دونوں فریقوں پے اور بلوچستان کی اس آگ کو بجھانے کیلئے تیار ہیں، ہم بحیثیت جماعت اور بحیثیت علماء ہماری قیادت نے پہلے اعلان کر دیا اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ہماری طرف سے نہ ہو پورے پارلیمانی جو ہم اس صوبے کے لئے جتنے محبت وطن ہیں تو ہم اسی طرح سب کو محبت وطن سمجھتے ہیں تو ہم سب کا اس بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے لئے امن اور یہ سارے بلوچستان کے لئے سوچتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ نہ صرف ہم بلکہ ہم سب مل کر اس معاملہ کے لئے کام کریں اور اگر ہم نے نیک نیتی سے کام کیا تو جناب اپسیکر! کوئی ایسی چیز نہیں ہے کوئی ایسی مشکل نہیں ہے اگر ہم نیک نیتی سے کام شروع کریں اور اس پے نتیجہ برآ مدنہ ہو جائے تو میری یہی تجویز ہے اور میں اسی پر اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اپسیکر: مہربانی۔ کچکوں صاحب!

کچکوں علی ایڈووکیٹ (قادہ حزب اختلاف): جناب اپسیکر صاحب! آج یہ جو اہم تحریک التواء بلوچستان میں جو فوجی آپریشن ہے اس وقت بلوچستان میں تشویش ناک صورتحال ہے میں کہتا ہوں کہ ہماری ٹریپری نیچ کی بھی ہماری ذمہ داری ہے ہماری بھی ذمہ داری ہے لیکن اس ملک میں اول تو پارلیمنٹ اور اسمبلی کی جو وقعت اور حیثیت ہے بدقتی سے انہیں ختم کیا گیا ہے۔ otherwise ان کی پارلیمنٹ ہوا کرتی ہے ان کی اسمبلی ہوا کرتی ہے ان جیسے معاملات میں انہی کا ایک کلیدی کردار ہوا کرتا ہے کہ عوام اپنے نمائندہ اس لئے ان ایوانوں میں بھیج دیتا ہے کہ مشکل وقت میں ہم ان کے کام آئیں میں الیہ پھر وہی ہے یہاں ہمارے ادارے پارلیمنٹ بھی subordinate ہے اسمبلیاں بھی subordinate ہے بھی آزاد نہیں لیکن ناگزیر ہے جو ہم سے ہو سکے ہم کہتے ہیں کہ ہماری پارلیمنٹ اور ہماری اسمبلیاں وہی کردار ادا کریں جو برطانیہ کی یا جو ہندوستان کی یا جو کہ کامن ولیتھ کی ہمارے وسٹ منٹریسم وہاں رانج ہے وہاں کی پارلیمنٹس ہیں وہ کردار ادا کریں ایک گلہ میں اپنے سے

اپنے بھائیوں سے start کروں گا کہ کاش، ہم خود اس کا احترام اس کے status کا پرواہ اس کی بالادستی کے لئے ہم لوگ struggle کرتے۔ پاکستان کی سب سے بڑی کمزوری یہ رہی ہے کہ ہم لوگوں نے اپنے اداروں کو ہمارے جو ڈیشائری کے جھوٹ نے خود ہی احترام نہیں کیا ہم پارلیمنٹریں ہیں پارلیمنٹ کا احترام نہیں کیا ان حالات سے ہماری جو وقت اور حیثیت ہے اور جو آواز ہوتی ہے اسمبلی کی اس کی وہ اہمیت ہی نہیں رہی ہے۔ البتہ بلوچستان میں یہ جو آگ اور خون کی ہوئی کھیلی جا رہی ہے اور یہاں یہ جو اسمبلی ہے ہم نے نیک نیتی سے کہ اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا جائے کیونکہ ہم اس مسئلہ کو اپنی ذمہ داریوں سے مبرانہیں کر سکتے ہیں چاہے وہ ٹریپلری نٹ کے ہوں چاہے اپوزیشن کی ہوں اس وقت بلوچستان کے عوام کی نگاہیں ہماری اسمبلی پر لگی ہوئی ہیں اور خدا کرے کہ ہمیں یہ صلاحیت ہو کہ ہم اسمبلی کے ارکان جو اس وقت یہ مسئلہ ہے اس کو کس طرح حل کریں جناب! اس وقت جو ایک فضاء ہے یہ فضاء ایک سیاسی فضاء کی انتہا ہو چکی ہے جہاں بھی جدھر بھی کسی قوم کے یا کسی وفاق نے کسی اکائی کے ساتھ زیادتی ہو گی وہاں ایک شعور develope ہو گا وفاق کی مثال ہم چار بھائیوں کی لیں گے اگر بڑا بھائی جوورثہ ہے باپ کی طرف سے وہ متروکہ جائیداد کو centralize کرے دوسرے بہن بھائیوں کو نہ دے یا وہ عدالت میں جائیں گے یا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے کہ پر اپرٹی باپ کی ہے کیوں بڑے بھائی نے اس کو قبضے میں لے لیا ہے اور جتنے بھی وفاق ہیں یہ مسئلہ ہوتے ہیں یہ انوکھا مسئلہ نہیں ہے بلوچستان کا۔ اگر آپ ہسٹری کو دیکھ لیں میرے پاس اس وقت مہر النساء کی کتاب ہے۔ وفا قیت اور پاکستان۔ اس نے اس میں بُنگلہ دیش اور بلوچستان کی جو سابقہ مراجمتی سیاسی اسی طرح کے جو طریقے ہوئے ہیں اس کو discuss کی ہے کہ اگر کسی قوم کے حقوق کو بذور جبر دبادیں گے وہاں مراجمت ہو گی یہ کتاب اس نے 1999 میں لکھی ہے حوالہ دیا ہے بُنگلہ دیش کی اور بلوچستان کی سابقہ مراجمتوں کا۔ ابھی اور جاری ہے ہم یہ کہیں گے کہ بلوچستان میں ایک جو perpetual ایک دائمی وفاق اور اکائیوں کے درمیان ایک کشیدگی ہے وہ اختیارات کی ہے وہ انتہائی کی ہے وہ وسائل کی ہے وہ قانونی آئینی ہے 1973 کا آئین صوبوں کو جائز مقام دینے میں ناکام ہو چکا ہے اور اس کی اقبال اور اس کا اعتراف خود ہی جو ہماری آئینی کمیٹی بن چکی تھی۔

جناب اپسیکر: جی جام صاحب!

جامع میر محمد یوسف (وزیر اعلیٰ): بسم اللہ الرحمن الرحيم - محترم جناب اپسیکر! آج بلوچستان کے بہت ہی اہم مسئلے پر گفتگو ہمارے محترم ممبران پرونشل اسمبلی نے مختلف اموروں پر بات کر چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس کو اپنی تقریر کو پڑھا کر اگر کچھ ہر ایک مسئلے پر گفتگو کر لوں گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید ہی اس میں عوام کا فائدہ ہو ہر ایک ممبر صوبائی اسمبلی کوئی پوائنٹ آف آرڈر raise کر لیں یا جس سے میں خود اجتناب کرنا چاہتا ہوں بلوچستان کے بارے میں جیسا کہ محترم جناب کچکوں صاحب نے کہا ہے کہ نہیں آئین کا تقاضا ہے کہ وہ لوگ پاکستان میں یہ مشہور بات ہے کہ اگر پارلیمنٹریین پاکستان کی اس میں اپوزیشن کے بھی لوگ شامل ہیں اور ٹریئری پنچر کے بھی افراد شامل ہیں اور ہمارے اکابرین مرکز میں جو اس وقت فیڈرل گورنمنٹ بحیثیت پارلیمنٹریین ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اگر پاکستان کے آئین کو تبدیل کرنا ہے یا ہر وہ صوبوں کے مختلف احساسات اور اس کے Right of self determination کی اور مختلف امور کی جوبات ہو رہی ہے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے صوبے میں بہتری آئے وفاق چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ مضبوط ہو میرے خیال میں کوئی بھی جمہوری آدمی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی اسمبلی کمزور ہو اور جو بھی افراد جو جمہوری اعتبار سے یا جمہوری انداز ہوئے ہیں اس وقت میں افسوس سے یہ کہونگا کہ بعض لوگوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ جی ہم بیک پنچر کی حیثیت سے آ کر اقتدار حاصل کر چکے ہیں خیروہ اقتدار مختلف انداز میں بات لیکن میں ضرور یہ کہونگا کہ اس کو ثابت ہموار کرنے کے لئے کشیدگی کو دور کرنے کے لئے وہ کو نا عمل ہے جس میں ہم آپس میں بیٹھ کر افہام و تفہیم سے بات کریں جس طرح کے میرے دوست نے کہا کہ ضمیر ہمارا اس انداز میں ہمیں لے جائے جو کہ بلوچستان کے مفاد میں با تیس ہونی چاہئیں بعض لوگوں نے یہاں پر کہا کہ اپوزیشن کے سائیڈ سے جس طرح کشفیق صاحب نے کہا یہاں سیٹلر عوام بیٹھے ہیں اس پر بمباری ہو رہی ہے انہیں بھی نکالا جا رہا ہے کل میں گواہ میں گیا آٹھ، نو ایسے افراد سیٹلر آئے تھے جو کہ میرے خیال میں خود پنجابی بھی نہیں جانتے تھے اور بلوچی بول رہے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ جی ہم پر کیا ظلم ہو رہا ہے اور مولانا صاحب اس کی گواہی بھی دینے یہ چیزیں ہوتی ہیں جو کشمکش بڑھتی ہے تو اس پر پھر فرق اور تیزی میرے خیال میں نہیں ہوتا اور ہر ایک آدمی کا اپنا

ایجنسٹا ہوتا ہے اور اس ایجنسٹے پر چلتا ہے اور ہر ایک کی جب کشیدگی زیادہ بڑھتی ہے تو اس میں پھر وہ پیانے نظر نہیں آتے اور پھر ضرور جب پیانہ بھر جاتا ہے تو اسے چھلنے کی ہی ضرورت پڑتی یہ تو میں ضرور کہونگا کہ اس پر بیٹھ کر مناسب طریقے ہمیں اختیار کرنے چاہئیں میں نے آج سے نہیں بلکہ تقریباً تین سال سے یہ کہتے آئے ہیں کہ اس کی رائے ہمیں تلاش کرنی چاہیے مختلف جگہوں یا عام سڑکوں پر یا چوراہوں پر شاہراہوں پر رکاوٹیں ڈالتے ہیں یا مختلف اموروں پر مختلف انداز سے دہشت گردی ہو رہی ہے تو میں نے کہا اس کے اسباب پڑستے ہیں اور یہ آج سے نہیں فلور آف دی ہاؤس میں بھی ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ آپ پولیٹکل لوگ ہیں اس میں آپ لوگ بھی ان لوگوں کو یہ کہنے پر مجبور کریں کہ یہ چیزیں بلوجستان میں نہیں آنی چاہئیں جس کا خمیازہ آج ہم اور آپ لوگ بھگت رہے ہیں اور یہ ادوار آج سے نہیں بلکہ اسے وقت اور حالات نے اتنا طویل کر چکا ہے کہ ایک آدمی برداشت کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے جس طرح کہ مجھے یاد ہے کیونکہ میں اس پر زیادہ جانا نہیں چاہونگا لیکن ضرور میں یہ یاد دلانا چاہونگا کہ ایک دور میں یہ بھی کہا تھا کہ یہی اپوزیشن کے لوگوں نے یہی کہا تھا کہ حکومت کو تندیل ہونا چاہیے لیکن چند افراد کا میرے خیال میں ٹیریازم کی بات نہیں کروں تو اس میں کافی ہمارے لوگ شہید ہو چکے ہیں ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اس کو آگے ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: امبروز جان پلیز آئندہ یہ حرکت آپ نہ کریں۔

جامیر محمد یوسف (وزیر اعلیٰ): ہم نے کہا کہ اس کو آگے بڑھنے نہ دیا جائے اور اس کی روک تھام ہوئی چاہیے اور جب تک روک تھام نہیں ہوتی تو لوگوں کے ذہنوں میں ایک ایسا خلا آ جاتا ہے اور لوگ یہی تصور کرتے ہیں کہ جی حکومت کنشروں نہیں کر سکتی ہے یا نسٹران کے اپنے ڈیپارٹمنٹ یا اپنی جانبداری کرتے ہیں اور un balancing حکومت چل رہی ہے اور آج ایک مستقبل میں حکومت کی انداز سے بھی دراڑیں پڑنے کے شک و شبہات ہیں لیکن میں اپنے دوستوں کے اور colleagues کے اپنے دل سے جرام کے خلاف انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا اور ہم آگے بڑھتے رہے لیکن ظاہر ہے کہ پولیٹکل ایشوز پر اس کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک سیاسی جماعت اور پولیٹکل پارٹیاں اور جو بھی اس پولیٹکل سسٹم میں involve ہوتا ہے وہ کوشش یہی کرتا ہے کہ اپنے ہی افراد اور

اپنے ہی دوستوں اور اپنے ہی لوگوں کو اپنے حلقو کے افراد کو زیادہ تر نوازیں یہ تو ایک آئینی رخ ہے اور اس آدمی کو اختیار ہے اور اس جماعت کو اختیار ہے تو ان کا سب سے پہلا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں اپنے پیشکل حلقوں کو کس طرح ڈویلپ کروں آج کی جو statusco ہے دوسرا کہ میں سمجھتا ہوں کہ حالات گھم بیر ہیں بلوچستان کے اور ہر جگہ جیسا کہ اپوزیشن نے بھی کہا ہے اور مولانا صاحب نے بھی کہا اور مختلف ہمارے ٹریزری پنجرے کے لوگوں نے بھی کہا کہ اس وقت ہمیں غور کرنا چاہیے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے کون کر ارہا ہے کس لئے ہو رہا ہے عام آدمیوں کو جو نہیں لوگ مارے جا رہے ہیں وہ کون مار رہے ہیں اگر وہ مار رہے ہیں تو کیوں مار رہے ہیں آیا عام آدمی کو مارنے کے لئے جائز ہے اور جیسا کہ اگر ڈیماڈ بھی اگر rights of اس کا اگر آدمی طلبگار ہے اگر ہم جانتے ہیں کہ ان کے rights سلب کیے جا رہے ہیں اگر بلوچستان کے وہ ایشور ہیں جو آج سے نہیں 1958 سے یہ اسی طرح محرومیوں کا شکار ہے تو آیا یہ درست ہے کہ ہم را کٹ اٹھا کر مختلف مقامات پر۔ میں مخالفت نہیں کر رہا ہوں لیکن میں صرف یہ جو پس منظر کی بات کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ کوئی نسے عناصر ہیں آیا عناصر کو مجبور کیا جا رہا ہے یا اکابرین انہیں مجبور کر رہے ہیں یا خود مختلف دوسرے لوگ ہیں کہ یہ کام کرنا چاہتے ہیں کہ جی بلوچستان کے حالات بدتر ہوتے جائیں تو قطعاً ہم یہ نہیں چاہیں گے ہم نے یہاں تک بھی کہا صدر صاحب جو آئے تھے گوادر میں ہم نے بر ملا یہ کہا کہ ایسی بہت ساری قویں بلوچستان کے ان حالات سے متاثر ہو رہی ہیں میں نے کہا ایک طرف سبی سے اگر بھلی کے کمبے گرتے ہیں تو ساری پشتون بیلٹ مایوس ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے لئے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ حکومت کے خلاف اٹھ کر نعرہ بازی بھی کر سکتے ہیں بلکہ یہاں تو ہم کہتے ہیں کہ جی ایک دوسرا تبادل راستہ میگا پراجیکٹ کا دیا جائے ان کی بھلی کے لئے میں نے کہا شاید ہماری جو اپنی کمیونٹی یا بلوج لوگ یہ چاہیں گے کہ میں پشتون اور بلوج کو مخاطب ہو کر فرق ڈالنا چاہتا ہوں تو ہم نے کہا کہ یہ rights ہیں ہر علاقے کے اور اپنے سماں کے rights ہیں اور ٹرائبل rights ہیں۔ جیسے کہ ٹرائبل rights میں کچکوں علی صاحب نے کہا کہ یہ درست میں ہماری ملکیت ہیں اور اس میں ساری چیزیں ہماری ہونی چاہئیں اور سارے ہمیں ملنی چاہئیں یہ حقیقت ہے کہ جب تک آپ لوگ اور ہم لوگ بیٹھ کر اس پر اگر ثابت فحیل نہیں کریں اور مرکز کو ایک ثابت انداز سے ان کو بتائیں تب آپ اپنی ہر چیز کا

فیصلہ دے سکتے ہیں مثلاً میں یہ کہوں کہ یہ سمندر میرا ہے تو under the constitution procedure میں اگر دیکھا جائے تو اپوزیشن کو یاد ہو گا جب 1973 کا constitution frame ہوا تھا تو ہمارے اکابرین جو کہ آج ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں تو انہوں نے خود ہی یہ کہا کہ یہ چار چیزیں مرکز کے پاس ہونی چاہئیں باقی سارے صوبائی حکومت کے پاس ہونی چاہئیں تو اس پر اس کے تحت اگر ہم دیکھا کریں اور اس کا جائزہ لیں تو میرے خیال میں گیس ہمارے صوبے کی ملکیت ہیں اور اگر گیس کو نہ کالا جائے تو ظاہر ہے بلو چستان سے ہی بلو چستان کو اگر فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور بلو چستان ہی اپنی معدنیات کو یادو سرے میٹل ریسورس کو اجاگر کر سکتا ہے جب آپ کا مرکز سے اشتراک نہیں ہو گا اور مرکز سے ہماری وابستگیاں نہیں ہونگی اور ان سے بیٹھ کر ہمارے law and condition frame کو مرتب کیا جائے اور constitution کو frame work کر لیں کہ یہ جو چھوٹی سی سے مل کر اور پولیٹکل پارٹیوں سے مل کر کریں ایک constitution کا بھی جائزہ لیتے start کرتے ہیں یادہ کیا جائے تو میرے خیال میں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں اور خود پارٹیمیرین ہیں ایک چھوٹے سے costitution کا بھی جائزہ لیتے ہیں تو ساری پولیٹکل پارٹیاں ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ضرب لگے یا نہ لگے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ بلو چستان کو کیسے فائدہ پہنچتا ہے کہ بلو چستان کو اگر اپنے وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو تو میرے خیال میں ہر وہ آدمی یہ چاہے گا کہ وسائل پر کنٹرول ہو لیکن ہم پاکستان کے حصے میں جو under constitution frame کے ہیں صوبے کو ہم اس کے متعلق ہم ہر جگہ کہیں گے اسے ہم ہر جگہ استعمال کر سکتے ہیں وہ rights واقعی اگر ہمارے پامال ہوتے ہیں تو ظاہر ہے جس طرح کہ آج کی بحث کا مسئلہ بلو چستان کے لا اینڈ آرڈر کا اور سماجی اور پولیٹکل اور غیر سماجی اور سوشل activities پامال ہو رہے ہیں یا right of self determination یا یا جیسا کہ پولیٹکل پارٹیوں نے کہا ہے کہ آپریشن جاری ہو رہا ہے اور طرح طرح کے جس طرح کہ انہوں نے اسمبلی میں اپنی تقریروں میں کہا کہ بھائی آپس میں لڑ رہے ہیں اور میرے دوست محترم شاء اللہ صاحب نے کہا کہ

جعفر اور ٹیپو سلطان کی بھی انہوں نے بڑی اچھی تشریح کی ہے تو جو ذہن رکھنے والے لوگ اور افراد میرے خیال میں تاریخ سے ہم اتنے نا بلند نہیں ہیں یہ ہر ایک آدمی جب اتنا پار لیکھتی ہے اور پار لیمانی دور کے اندر گزر جاتا ہے تو انہیں سب حالات تاریخ contact social or جو فلسفی ہے وہ ہر آدمی کے ذہن میں ہوتا ہے کہ وہ واقعی جو پلیٹکل ability رکھتا ہے اس کو جانچنے کے لئے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ بلوچستان واقعی ایک مختلف دور سے گزر رہا ہے اس پر اب کس طرح افہام و تفہیم سے بیٹھ کر بات کیا جائے آپ کو یاد ہو گا محترم جناب اسپیکر! جب ڈیرہ بگٹی میں last attempt ہوئی تھی تو میں نے کچکوں صاحب کو کہا تھا آپ اپنی جگہ کو سنبھالیں ہم دوسری جگہ کو سنبھالتے ہیں تاکہ اس میں کشیدگی زیادہ نہ بڑھے اور میں آپ کو یہ یقین سے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے بھر پور کوشش کی کہ شام تک حالات نہ بگڑیں لیکن کوئی کنٹرول نہیں ہو سکا اور مختلف وقت میں میں نے ایف سی والوں کو کنٹرول کرایا کہ کوئی بھی قتل و غارت نہ ہو لیکن پہلی ہوئی اور شام کو اتنے لوگ شہید ہو گئے یا مارے گئے جس کا نقصان واقعی بلوچستان کو ہوا تو اس سلسلہ کا اگر ہوتا اور اگر اس سلسلے کا جائزہ بھی لیا جائے تو آج کی بات نہیں یہ مسئلہ چلتا آ رہا ہے اور اس میں ہمیشہ پلیٹکل پارٹیوں نے اور ٹریزیری نے بیٹھ کر بحث کی ہے اور بہت ساری بحث ہوئی ہے اور ہم نے بیٹھ کر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس میں ہم یہ بتاتے چلیں کہ اس کا جب پیمانہ بڑھتا جائے گا اس کی روک تھام کیسے ہو اس کو نہ ہم روک سکتے ہیں اور نہ آپ روک سکتے ہیں یہ اور مسئلہ اور مختلف دور سے گزر جائے گا آج جب کچھ دنوں سے ہم اس movement کی resolution کا ہمیں پتہ چلا اور جب آپ نے تحریک التواڑا لی ہے تو مجھے خوشی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں جو آپ نے ایک ثابت انداز اختیار کیا اور جو چاہا کہ اس پر بیٹھ کر افہام و تفہیم سے بات کی جائے اور جہان تک پرو انشل اسیبلی کے جو زیادہ تر افراد ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اس کا ایک ثابت حل ڈھونڈیں اور کل ہم جب محترم لیڈر آف اپوزیشن اور ہم مختلف پارٹی کے لوگ تھے سردار صاحب سے بھی تھے اور سردار صاحب سے ملاقات ہوئی اور کل زیارتوں صاحب بھی تھے اور مولا نا واسع صاحب تھے جیسے شعیب صاحب نے کل مجھے کہا کہ وہ پہلے بیٹھ کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور مولا نا واسع صاحب شامل تھے میں عبدالرحمٰن جمالی کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ معاونت کی اور ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل ہونا چاہئے اور ثابت طریقے

سے حل ہونا چاہئے اور جہاں تک میرے نزدیک میں یہ سمجھتا ہوں اس کو حل کرنے کے لئے اور میں نے جس طرح اپنے دوستوں کی تقریروں کا اور اپوزیشن کے نتائج نظر کو دیکھا ہے وہ بھی یہ سمجھتے ہیں اس کے لئے کوئی طریقہ نکالا جائے اور دوسرا جیسے کچکوں صاحب نے کہا کہ اسمبلیاں ہی ہوتی ہیں جو کہ ایسے مسئلے آتے ہیں جس کا عوام مسئلہ صحیح طرح سے حل نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر اسمبلی میں اس کا حل تلاش کرتے ہیں کہ سابقہ ادوار میں جس طرح آپ نے ذکر کیا کہ ان کو اتنی وسعت نہ ملی اور سیاسی ان کو enrichment نہ ملی اور ہر ایک نے اسمبلی کو اپنا instrument استعمال کرنے کے لئے چاہے president ہو پرائم منستر ہو چاہے مختلف دور کے جتنے بھی جریں اور افراد گزرے ہیں وہ اپنے ہیں طریقے سے اس اسمبلی کو استعمال کرتے رہے اور جس طرح کہ آپ لوگوں نے آج ذکر کیا کہ ایسی کوئی کمیٹی ہو جو کہ پورے بلوچستان کے مسائل ہیں عوامی مسائل ہوں اقتصادی مسائل ہوں یا لا اینڈ آرڈر کے جو مسائل ہوں جو حالات بگڑ رہے ہیں ان حالات کو کس طرح کنٹرول کیا جائے اور کس طرح بیٹھ کر ایک مسئلے کا افہام و تفہیم سے حل تلاش کیا جائے جو ثابت ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی رائے بھی یہ ہے کہ ایک committee ہو جو کمیٹی بیٹھے اس پر بحث کریں دیکھے اور حالات کا جائزہ لیں کہ کہاں کہاں رکاوٹیں ہیں اور کہاں کہاں مشکلات ہیں اس کو بیٹھ کر کس طرح حل کرنے کی کوشش کی جائے میں بھی اس پر اپنی طرف سے رضامندی اختیار کی تو میرے سارے دوست پولیٹکل ممبرز نے مجھے یہ کہا تھا کہ اس اسمبلی میں ایک کمیٹی فارم کی جائے جو بیٹھ کر بلوچستان کے تمام اشوز پر گفتگو کرے تو میں اس کمیٹی کا اعلان کرتا ہوں اس کمیٹی میں ہمارے سارے دوست ہوں پولیٹکل لوگ بیٹھ کر گفتگو کریں۔ (ذیک بجائے گئے) اور یہ میں ضرور اپنے بھائیوں کو کہتا چلوں کہ جہاں تک آپ نے کہا کہ کچھ پارلیمنٹری کمیٹی نے تجاویز دی ہیں بلوچستان کے اشوز پر چاہے constitutionally ہوں ان مسئللوں پر وہ کمیٹی اجاگر ہو نگے اور اس کمیٹی کے جو ممبر ہیں اور آپ کے جواکا برین ہیں وہ participate کریں اور کہیں ان کمیٹیوں میں اور ایوانوں میں جا کر بات چھیڑیں کہ وہ کمیٹیاں بن چکی ہیں جو رپورٹ تیار ہو چکی تو اس کا اب تک کیوں frame تیار نہیں ہے اور اس پر اب تک کیوں implementation نہیں ہو رہی ہے اور اسی طرح بیٹھ کر ہم افہام و تفہیم سے مسائل کو حل کر سکتے ہیں اور آگے چل سکتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم بیٹھ کر ثابت رائے

نکالیں گے تاکہ بلوچستان کے حالات پر قابو پاسیں۔ شکریہ! (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: کمیٹی ہوئی کمیٹی کے سربراہ آپ ہونگے اور ہر پارٹی کا پارلیمانی لیڈر

بعد میں یا۔۔۔۔ (مداخلت)

چکول علی ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! ہم بعد میں سی ایم سے بات کر لیں گے کہ کیسے ہو

خود ہی طے کریں گے۔

جناب اسپیکر: تحریک انداز پر بحث کمل ہوئی۔ اب آئندہ کام کا اجلاس مورخہ 1 اپریل 2006 بروز ہفتہ صبح دس

بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(آئندہ کام کا اجلاس دو بجے بیتیس منٹ پر اختتام پزیر ہوا)



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

﴿زیر صدارت جناب اپنے رالحاج جمال شاہ کا کڑ﴾

اجلاس منعقدہ 30 مارچ 2006ء بر طبق 29 صفر 1427ھ بروز جمعرات۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	آنغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
1	وقفہ سوالات۔	2
20	رخصت کی درخواستیں۔	3
22	تحریک التوانہ نمبر 2 میجانب سردار محمد عظیم موسیٰ خیل۔	4
22	تحریک التوانہ نمبر 4 میجانب جان محمد بلیدی۔	5
30	تحریک التوانہ نمبر 6 میجانب عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ۔	6
34	قرارداد نمبر 115 میجانب شاہ زمان رند۔	7
36	قرارداد نمبر 160 میجانب رحمت علی بلوچ۔	8
37	قرارداد نمبر 163 میجانب عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ۔	9
38	مشترکہ قرارداد نمبر 169 میجانب عبدالرحیم زیارت وال ایڈووکیٹ۔	10
39	باضابطہ شدہ تحریک التوانہ نمبر 1 پر عام بحث۔	11